

نماز کے تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
پر سلام بطور خطاب و نداء کے اسرار و رموز
اور شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق
بے شمار فوائدِ نافعہ پر مشتمل مدلل اور
جامع و مانع کتاب

عَقِيدَةُ الْجَنَّةِ

فِي السَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ فِي الصَّلَاةِ



مولانا صاحبزادہ محمد تاج الدین چشتی، صابری نعمی

پبلشرز

یہ صابریہ عارفیہ

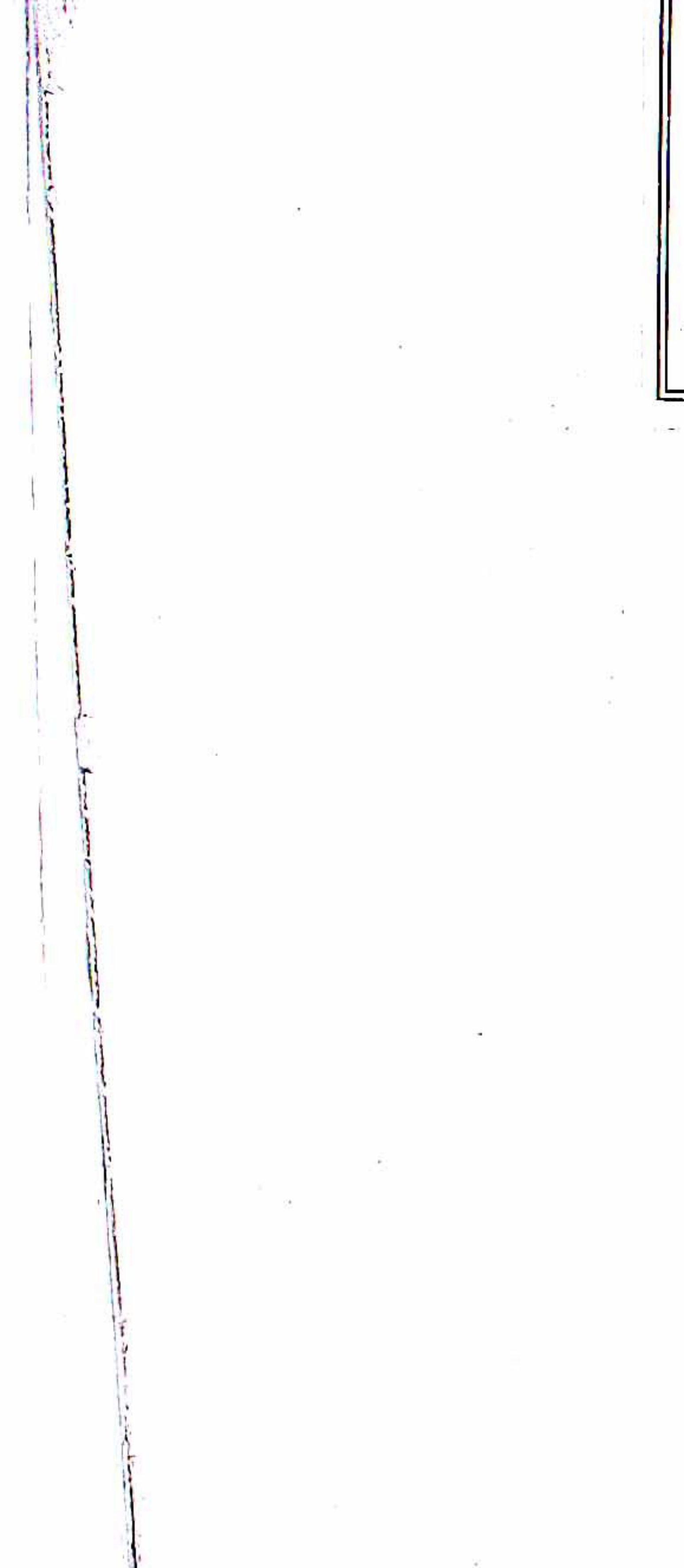
در سبز ماڈرننگ سوسائٹی بلاک ۸/۸، کراچی

297.53

ت 21 ع

89690

e.mail: arfeen @ cyber.net.pk



نماز کے تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
پر سلام بطور خطاب و نداء کے اسرار و رموز
اور شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق
بے شمار فوائدِ نافعہ پر مشتمل مدلل اور
جامع و مانع کتاب

عَقِيدَةُ الْجَنَاحَةِ

فِي السَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ فِي الصَّلَاةِ



مولانا صاحبزادہ محمد تاج الدین چشتی، صابری نعیمی

پبلشرز

حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ

ملنے کا پتہ : ۶۸-۶۷ اور سبز ماڈرنگ سوسائٹی بلاک ۷/۸، کراچی

جمله حقوق بحق محفوظا هي

نام كتاب — عقيدة النجاة في السلام على النبي في الصلوة

مصنفه — مولانا صاحبزاده محمد تاج الدين نعيمى



29753
تاريخ
89690
4

جمادى الاولى 1220هـ — اگست 1999ع

تعداد — بار اول — 1500

ربيع الثانى 1221هـ — جولائى 2000ع

تعداد — بار دوم — 2000

شوال 1222هـ — اكتوبر 2004ع

تعداد — بار سوم — 2000

فہرست مضامین

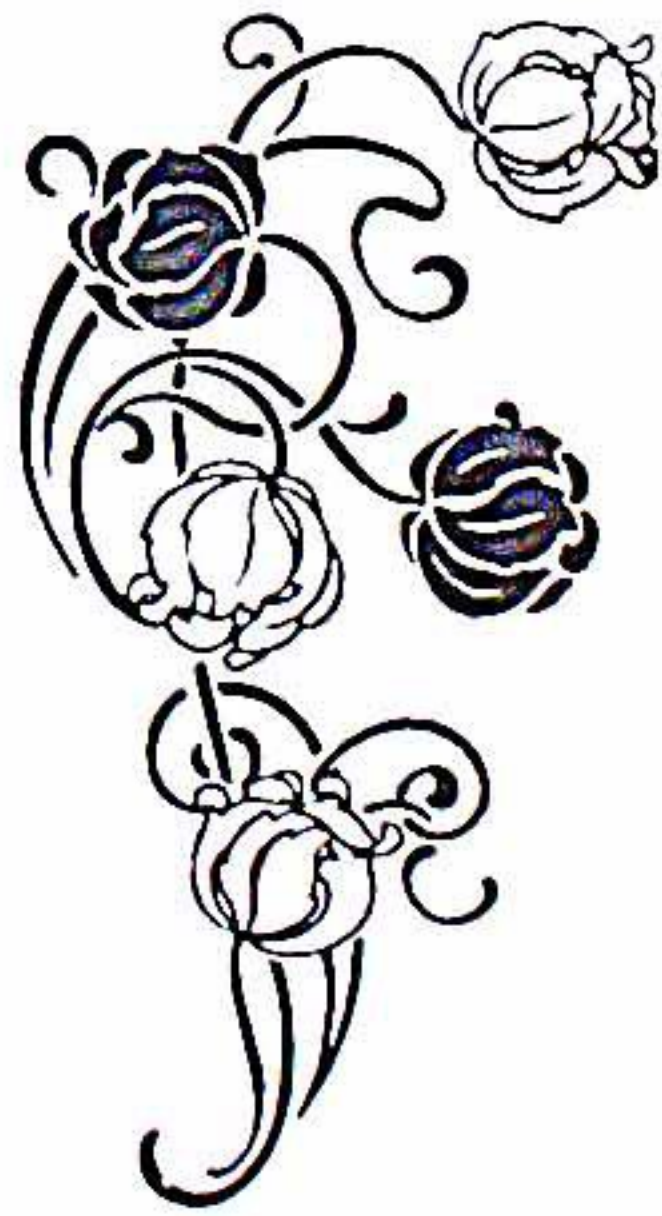
نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۱-	عربی سلام بہ بارگاہِ خیر الانام	۸
۲-	مکتبہٴ پشتیہ سلیمانیہ	۹
۳-	انتساب	۱۰
۴-	تقریباتِ علماء و مشائخ	۱۱
۵-	حرفِ آغاز	۱۵
۶-	تشہد میں علمائے اُمت کا عقیدہ ہے کہ نمازی اس کے معانیٰ مرادی کا ارادہ کر کے پڑھے۔	۱۷
۷-	بعض لوگوں کی مخالفت کی وجہ	۱۸
۸-	مخالفین کا مشہور شبہ کہ تشہد میں صرف حکایتِ معراج کی نقل ہے۔	۱۹
۹-	جوابِ باصواب	۲۰
۱۰-	صرف حکایتِ معراج کی نقل مقصود نہ ہوتے پر دلائل	۲۰
۱۱-	اس بارے میں حق فیصلہ	۲۳
۱۲	تشہد کے معانیٰ موضوعہ مراد لینا اور صرف حکایتِ معراج کی نیت نہ کرنے پر دس اقوال :-	۲۴
۱۳-	فقہائے کرام کی عبارتوں کا خلاصہ	۳۰

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۱۴ مخالفین کے پیشوا کی اعترافِ حقیقت	۳۰
۱۵ السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ مِیْنِ نَمَازِیْ کَا تَصَوُّر	
۱۶	صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حرمِ حبیبِ جل جلالہ میں جلوہ گرہوتے ہیں۔ اس پر	
	دس اقوال	۳۲
۱۷ قابلِ غور جملے	۳۳
۱۸ اکابرِ مخالفین کے اقوال۔	۳۷
۱۹ ہر ذرہ کائنات ہر فرد ممکنات ہر نمازی کی ذات میں حقیقتِ محمدیہ	
	کی جلوہ گری۔ اس پر دس اقوال۔	۳۸
۲۰ غیر مقلدین کے پیشوا کی تصدیق	۴۶
۲۱ غیر مقلدین اور دیوبندیوں سے سوال	۴۷
۲۲ آخری فیصلہ کن عبارت	۴۸
۲۳ الحمد للہ ہمارا دعویٰ بخوبی ثابت اور مخالفین کا خیالِ خام باطل	
	ہوا۔	۵۰
۲۴ فوائدِ نافعہ	۵۱
۲۵ پہلا فائدہ تشہد میں معافی کا لحاظ رکھنا	۵۱
۲۶ دوسرا فائدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمِ الہی میں ہمیشہ جلوہ گری	۵۲
۲۷ تیسرا فائدہ نورانیت و حقیقتِ محمدیہ کا ہر ذرہ کائنات اور نمازیوں	
	کی ذات میں موجود ہونا۔	۵۲
۲۸ چوتھا فائدہ حیاۃ النبی کی اعلیٰ دلیل	۵۳
۲۹ پانچواں فائدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا۔	۵۵

تہذیب شمار	نام مضمون	صفحہ
۳۰.....	(نوٹ) حاضر و ناظر ہونے کا مقصد	۵۶
۳۱.....	چٹھا فائدہ قرب خداوندی و قبولیتِ عبادت و سیلہٴ نبی سے	۵۸
۳۲.....	ساتواں فائدہ نداء و خطاب کے ساتھ پکارنا	۵۹
۳۳.....	وہابیوں کے شرکیہ فتوؤں سے صحابہ سے لیکر قیامت تک کوئی نمازی	
۴۰	مسلمان نہیں بچ سکتا۔	
۳۴.....	آٹھواں فائدہ نمازی شرفِ مواج سے مشرف ہو جاتا ہے۔	۶۰
۳۵.....	نواں فائدہ نمازی بارگاہِ رسول میں حاضر ہو جاتا ہے۔	۶۲
۳۶.....	دسواں فائدہ نمازی کو درود و سلام کی تمام تر فضیلتیں نصیب	
۶۳	ہو جاتی ہیں۔	
۳۷.....	ضمناً درود و سلام کی مختصر فضیلتیں	۶۳
۳۸.....	گیارہواں فائدہ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا	
۶۶	آپ کی خصوصیت ہے۔	
۳۹.....	خصوصیت کی وجہ	۶۷
۴۰.....	بارہواں فائدہ دور و نزدیک سے یکساں سُننا	۶۹
۴۱.....	مولوی رشید گنگوہی، مولوی حسین علی واں بھجری کے اقوال کی تردیدِ شدید	۶۹
۴۲.....	حضور کی سماعت پر دلائلِ قویہ	۷۰
۴۳.....	خادمِ دربان فرشتے کی قوتِ سماعت	۷۳
۴۴.....	دلائل الخیرات کا حوالہ	۷۷
۴۵.....	دلائل الخیرات کی مقبولیت پر دیوبندی شواہد	۷۷
۴۶.....	گنگوہی کے قول کا بطلان گنگوہی کے اقوال سے۔	۸۱

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۲۷	ساعتِ مصطفیٰ پر مزید دو حدیثیں بمع مختصر تشریح۔	۸۳
۲۸	راجز عمر بن سالم کی فریاد اور حضور کی فریاد رسی	۸۴
۲۹	تیرہواں فائدہ نماز میں تعظیم و تصورِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم	۸۸
۵۰	مولوی اسماعیل دہلوی کی دریدہ دہنی کی پرودہ دری۔	۸۸
۵۱	حضور کی تعظیم جزو ایمان و رکن ایمان ہے اور بعد ایمان ہر عبادت	
۵۲	حتیٰ کہ نماز سے مقدم ہے۔ اس پر قرآنی آیات۔	۹۲
۵۳	حضرت علی نے حضور کی تعظیم کو نماز سے مقدم سمجھا	۹۴
۵۴	جان کی ہلاکت کا یقین ہو تو ترک نماز کی اجازت ہے	۹۵
۵۵	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تعظیمِ نبی کو حفظِ جان سے مقدم سمجھا۔	۹۴
۵۶	حضور کی اطاعت اطاعتِ الہی۔	۹۸
۵۷	حضور کے پکارنے پر فوراً حاضری کا حکم خداوندی	۹۸
۵۸	نماز میں بھی پکارنے پر حاضری کا حکم۔	۹۹
۵۹	حضرت سعید بن معلیٰ اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما کے واقعات۔	۹۹
۶۰	محدثین کی تصریحات کہ دورانِ نماز حکمِ نبی کی تعمیل اور خدمت سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔	۱۰۱
۶۱	حضرت ابوبکر اور دیگر صحابہ کی دورانِ نماز تعظیم و تصورِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)	۱۰۲
۶۲	مولوی اسماعیل دہلوی کے پیروکاروں سے سوالات۔	۱۰۸

صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار
۱۱۱	ان پر مصیبت رب ذوالجلال نے ڈھادی	-۶۳
	السلام علیک ایہا النبی کے علاوہ بھی نماز میں تصور ہی	-۶۴
۱۱۲	تصور ہے اس کی مثالیں۔	
۱۱۳	نماز اور کوئی عبادت بھی تصور رسول سے خالی نہیں	-۶۵
۱۱۴	تصور کے بارے میں گفتگو ہی کے اقوال میں تضاد	-۶۶
۱۱۹	قارئین سے انصاف کی درخواست	-۶۷
۱۲۰	حرفِ آخر۔	-۶۸



عربي سلام به بارگاہ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

يَا شَفِيعَ الْوَرَى سَلَامٌ عَلَيْكَ
 يَا نَبِيَّ الْهُدَى سَلَامٌ عَلَيْكَ
 خَاتَمَ الْأَنْبِيَاءِ سَلَامٌ عَلَيْكَ
 سَيِّدَ الْأَصْفِيَاءِ سَلَامٌ عَلَيْكَ
 أَحْمَدُ لَيْسَ مِثْلَكَ أَحَدٌ
 مَرْحَبًا مَرْحَبًا سَلَامٌ عَلَيْكَ
 وَاجِبٌ حُبُّكَ عَلَى الْمَخْلُوقِ
 يَا حَبِيبَ الْعَالِي سَلَامٌ عَلَيْكَ
 إِنَّكَ مَقْصِدِي وَمَلْجَأِي
 إِنَّكَ مُدَّةَا سَلَامٌ عَلَيْكَ
 صَلَاةُ اللَّهِ عَلَى الْمُصْطَفَى
 أَفْضَلُ الْأَنْبِيَاءِ سَلَامٌ عَلَيْكَ
 مَقْصِدِي يَا حَبِيبِي لَيْسَ سِوَاكَ
 أَنْتَ مَقْصُودُنَا سَلَامٌ عَلَيْكَ
 مَطْلَبِي يَا حَبِيبِي لَيْسَ سِوَاكَ
 أَنْتَ مَطْلُوبُنَا سَلَامٌ عَلَيْكَ
 كَشَفْتَ مِنْكَ ظُلْمَةَ الظُّلَمِ
 أَنْتَ بَدْرُ الدُّجَى سَلَامٌ عَلَيْكَ

مکتبہ چشتیہ سلیمانہ

مکتبہ چشتیہ سلیمانہ واقع دارالعلوم فیضانِ چشتیہ نعیمیہ سیکڑ ۱۲ بلاک ایف بلدیہ ٹاؤن کراچی اپنے دور کے ابتدائی مرحلوں سے گزر رہا ہے اس کا مطلب علمائے اہلسنت وجماعت کی تصانیف کو عام و شائع کرنا اور منظر عام پر لانا ہے۔ تقریباً ڈیڑھ سال کے قلیل عرصے میں تیسری اشاعت بنام "عقیدۃ التجاۃ" ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس سے پہلے سفر میں سنتوں کا حکم اشتہار اور تبلیغی جماعت کا مفہوم کاہ طیبہ شریعت کے آئینے میں رسالہ شائع کر چکا ہے جن کی عوام و خواص میں بے حد مقبولیت ہوئی۔ اتنی قلیل مدت میں اتنا وسیع کام محض فضلِ الہی عزوجل اور صدقہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔

مختیر حضرات سے گزارش ہے کہ مکتبہ سے کتابیں فروخت فرما کر اور کتابوں کی چھپائی میں مالی تعاون فرما کر صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل فرمائیں۔

(پتہ)

مکتبہ چشتیہ سلیمانہ
واقع دارالعلوم فیضانِ چشتیہ نعیمیہ سیکڑ ۱۲ بلاک
ایف بلدیہ ٹاؤن کراچی

افتساب

بموضوع قطب ربانی غوثِ صمدانی محبوبِ سبحانی سیدنا
 وسدنا و مرشدنا و مولانا تواجہ سید محمد حافظ بابا الحسنی
 والحسینی ترمذی چشتی صابری تاجی المعروف بہ حضرت
 دکن باباجی قدس سرہ
 بتوسط

اقتاب شریعت ماہتابِ طریقت صاحبِ اسرار
 حقیقت تاجدارِ ولایت حضرت سید محمد سلیمان باباجی
 الحسنی الحسینی ترمذی چشتی صابری دامت برکاتہم العالیہ
 (فرزند ارجمند و جانشین حضرت دکن باباجی)
 دربار شریف حضرت دکن باباجی کوروالی مسجد صدر بازار
 چھاوٹی ۲ سیالکوٹ

ع: گریبول افتد زہے عز و شرف
 ع: شاہان را چہ عجب گریتوا از نگدارا

خادم اولیاء صاحبزادہ محمد تاج الدین چشتی صابری سلیمانی
 رحمانی عقزلہ ذلویہ و سترلہ عیوبیہ :

تقریبات علماء اہلسنت و مشائخ طہریقت

اُستاذ العلماء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی
محمد احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ مہتمم
وشیخ الحدیث دارالعلوم النوار العبدیۃ النعیمیہ
محلہ غریب آباد ملیر توسیعی کالونی کراچی

باسمہ تعالیٰ؛

فاضل جلیل مولانا محمد تاج الدین نعیمی چشتی صابری زیر علمہ
نے یہ کتاب بڑی تحقیق اور جانفشانی سے مرتب کی ہے
قرآن و حدیث و اقوال علماء حقانین ربانین کے حوالوں
سے کتاب کو مدین فرمایا ہے۔ یہ کتاب متلاشیان
حق کے لئے رحمت ہے جس کا ہر حرف داعی الی الحق
ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو جزائے خیر عطاء فرمائے اور اس
کتاب کو افتاف مہتاب کی طرح ضوفشاں فرمائے اور اس
کی ضوفشانوں میں اہل اسلام اہل ایمان دواں دواں
فرمائے اور بھٹکے ہوؤں کیلئے صراط مستقیم بنائے۔
ایں دعا ازمن و ازجملہ جہان آمین یاد

العبد الضعیف محمد احمد نعیمی

عفی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۷ اکتوبر ۱۹۹۶ء (بمطابق) ۱۲ جمادی الاخریٰ

ہجری ۱۴۱۷ھ

علامہ ابن علامہ مفتی ابن مفتی حضرت شیخ الحدیث
 مولانا مفتی محمد جان نعیمی مہتمم و شیخ الحدیث
 دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی

حضرت مولانا تاج الدین نعیمی زید مجدہ نے کتاب عقیدۃ النجاة
 فی السلام علی النبی فی الصلوٰۃ تالیف فرمائی۔ بعض مقامات
 سے مطالعہ کیا۔ موصوف نے نہایت قیمتی مواد۔ بڑی محنت
 اور مشقت کے ساتھ مشدحوالہجات اور مندرجات کو
 نقل کر کے مسئلہ کو واضح کر دیا ہے۔

مذکور کتاب غافلین کے لئے تنبیہ اور عاملین
 کے لئے راہ نجات ہے۔

اللہ تعالیٰ اس تالیف کو شرف قبولیت بخشے اور
 سرمایہ دارین بنائے آمین۔

فقط

احقر محمد جان نعیمی غفرلہ۔
 ۱۰ نومبر ۱۹۹۴ء کراچی۔

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت سید محمد شیرین
القادری نقشبندی چشتی صابری سہروردی قلندری
جامع مسجد ناجیہ مهاجر کیمپ کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط مُحَمَّدٌ ؕ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ط
اقابعد :-

فقیر خادم اسلام نے کتاب عقیدۃ النجاة مطالعہ کیا الحمد للہ
سعادت مندوں کیلئے بہت مفید اور مشعلِ صراطِ مستقیم ہے۔ سید
العلمین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت
عشق و محبت کیلئے فرزانہ معرفت ہے جو سببِ قرب الہی جل جلالہ
ہے سوائے ازلی شقی بد بخت کے اور کوئی اس سے نہ اعتراض
کریگا اور نہ اعتراض کریگا۔ حضرت علامہ جناب مولانا صاحبزادہ
محمد تاج الدین صاحب چشتی صابری نعیمی نے جو کوشش
کی ہے یہ خدمت اللہ تعالیٰ جل جلالہ اہل اسلام کیلئے سببِ ہدایت
و معرفت بنائے اور مولانا صاحب کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ اجر عظیم
عطا فرمائے ان کی یہ سعی و کوشش و خدمت دین اسلام کو قبول
و منظور فرمائے۔ اور ان کی زندگی میں برکت ڈالے۔ اَللّٰهُمَّ
اٰمِیْنُ ثُمَّ اٰمِیْنُ ثُمَّ اٰمِیْنُ :

حررک

بندہ فقیر پیر طریقت سید محمد شیرین
القادری نقشبندی چشتی صابری سہروردی قلندری عفا اللہ عنہ

حرف آغاز

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
 عَلَى حَبِيبِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ
 أَجْمَعِينَ ط

امالہ : حضور پر نور صبح یوم النشور حبیب کبریا امام الانبیاء
 حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ
 بے کس پتہ میں ہر نمازی شہد میں بطور نداء و خطاب سلام
 عرض کرتا ہے یعنی السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ
 اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ کہتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے
 ” سلام ہو آپ پر اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اللہ کی
 رحمتیں اور اس کی برکتیں۔“

نماز میں شہد پڑھنا واجب ہے لہذا اس ہدیت کے
 ساتھ سلام بہ بارگاہ خیر الانام علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام
 پڑھنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔ فقیر نے اپنے

کم علم کے مطابق اس مبارک سلام کے کچھ فوائد و مقاصد
 بدیہ ناظرین کر دئے ہیں امید ہے کہ خواص و عوام اس رسالہ
 نافعہ کا مطالعہ کر کے مستفید ہونگے۔ بندہ ناچیز نے اس اہم
 بحث کو حقائق و دقائق کی روشنی میں نہایت آسان طریقہ
 سے ناظرین و قارئین کے دل و دماغ میں اتارنے کی
 کوشش کی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ ملت اسلامیہ کا خاص
 اور علم دوست طبقہ اور انصاف پسند اور محبت رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کے گردیدہ حضرات پسند فرمائیں گے اور
 بارگاہ رب العزت سے امید کامل ہے کہ جو بھی تعصب اور
 حسد کی عینک اتار کر محبت و الفت و عقیدت کی نگاہ سے
 دیکھ کر پڑھیں گے تو سرکارِ ابدِ قرار حبیب پروردگار احمد مختار
 صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت ان پر واضح ہوگی اور
 حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی راہیں
 ان پر روشن ہونگی اور ذاتِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم
 میں بے شمار عقائد و مسائل اختلافیہ میں راہِ صواب کی ہدایت
 نصیب ہوگی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ میری اس حقیر سی
 محنت کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور قارئین کے
 لئے مفید و نافع بنائے۔ آمین ثم آمین

بحرمة سيد الانبياء والمرسلين صلى الله عليه واله واصحابه وسلم

خادم البست صاحبزادہ محمد تاج الدین پشتی صابری نعیمی عفی عنہ

تہذیب میں علمائے اُمت کا عقیدہ ہے کہ نمازی اس کے معانی مرادی کا ارادہ کرے

حضور اکرم نور مجسم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں نماز کے اندر سلام عرض کرنے میں علمائے متقدمین و متاخرین بزرگان دین کا عقیدہ یہ ہے کہ نمازی تہذیب پڑھتے وقت اس کے معانی موضوعہ کا ارادہ رکھے یعنی التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالطَّيِّبَاتُ ترجمہ: تمام قولی عبادتیں تمام فعلی عبادتیں تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ پڑھتے وقت اپنی طرف سے بطور انشاء یہ نیت کرے کہ وہ بارگاہ رب العزت جل مجدہ میں عبادت کے تحفے پیش کر رہا ہے اور اَسْلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ؛ ترجمہ سلام ہو آپ پر اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔ پڑھتے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ کریمہ کا دل میں تصور کر کے آپ کو حاضر و ناظر جان کر سلام عرض کرے اور اَسْلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ۝ توحیدہ: سلام ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر۔ پڑھتے وقت اپنی جان اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام کی نیت کرے۔ یعنی ان الفاظ کے مرادی معانی کا ارادہ کر کے پڑھے اگر کوئی اس تصور و ارادہ کے بغیر غفلت میں نماز پڑھتا ہے نماز تو ہو ہی جائیگی

اور ثواب بھی ضرور ملیگا لیکن نماز کی حقیقت اور لذتِ روحانیت سے محروم رہے گا۔
 بعض لوگ اس عقیدہ تصور و ارادہ کو طرح طرح کے
 حیلے بہانے بنا کر ناجائز بلکہ کفر و شرک کہتے ہیں تو اس
 عقیدہ ناجیہ پر دلائل و براہین پیش کر نیسے قبل ان کی مخالفت
 کی وجہ عرض کر دیتا ہوں۔

بِعَوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی ،

مخالفت کی وجہ

چونکہ بکثرت کذائیہ کے ساتھ سلام عرض کرتے اور اس
 کے معانی و مقاصد کا لحاظ رکھنے سے شانِ محسبہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بہت سے عقائد اہلسنت کا
 اظہار و اثبات ہوتا ہے (جن میں سے چند انشاء اللہ
 مندرجہ ذیل سطور میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے) اور اسی
 میں مخالفین کے بہت سے عقائد کا ابطال لازم آتا ہے
 جس سے ان کو کافی تکلیف و پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا
 ہے لہذا جب ان سے اس طرح نداء و خطاب کے ساتھ
 سلام بربار گاہ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق
 پوچھا جاتا ہے کہ تم تو اس طرح سلام اور نداء و خطاب
 کو شرک کہتے ہو (ا) تو نماز میں کیوں پڑھتے ہو اور نماز میں
 اس شرک سے کس طرح بچتے ہو تو وہ اس عظیم مقصد

علا حاشیہ ص ۶ پر لکھا ہے۔

اور شانِ محمدی و عظمتِ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپانے
کی خاطر کئی شکوک و شبہات عوام الناس کے دل و دماغ
میں اتارنے کی کوشش کرتے ہیں جس کی کوئی حقیقت و
بنیاد نہیں ہوتی ان کا مشہور و معروف شبہ مندرجہ ذیل
ہے۔

مخالفین کا مشہور شبہ

" وہ کہتے ہیں کہ تشہد میں حکایتِ معراج ہے یعنی معراجِ شریف
کی رات اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین
اس طرح کلام ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
اَسْتَعِيَاةُ لِلّٰهِ وَالصَّلَاةُ وَالطَّيِّبَاتُ کا تحفہ پیش کیا تو اللہ
تبارک و تعالیٰ نے اس کی جزاء میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ
رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ: ارشاد فرمایا۔ بس اسی کلام کو باقی رکھنے
کی خاطر نماز میں پڑھنے کا حکم ہوا باقی خطاب و نداء اور
معانی موضوعہ کو ملحوظ رکھنا مقصود نہیں۔ ہم صرف
اس واقعہ کی نقل کرتے ہیں۔ انتہی۔

(۱) یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حرفِ نداء اور ضمیر
خطاب کے ساتھ پکارنا یا سلام عرض کرنا جیسے یا رسول اللہ یا نبی اللہ
یا جیب اللہ یا اَلصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ یا رسول اللہ وغیرہ جو
دیوبندیوں، وہابیوں کے عقیدے میں کفر و شرک ہے۔

الجواب والرد الموفق للصواب

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ آپ نے پہلے ملاحظہ فرمایا کہ یہاں صرف حکایتِ معراج مقصود نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کلام کا اپنی طرف سے معانی مراد لینا مقصود ہے چنانچہ اس پر بے شمار عقلی و نقلی دلائل پیش کی جاسکتی ہیں لیکن یہاں میں چند بطور اختصار پیش کر کے ان پر توثیق و تائید کیلئے محدثین بزرگان دین فقہاء و علمائے اُمت کے اقوال ملکہدیتا ہوں جن سے انشاء اللہ اس شبہ باطلہ کا مکمل ازالہ ہوگا اور مخالفین کے تمام تر شبہات و اعتراضات رفع دفع ہونگے اور اس سلام کے اسرار و رموز، فوائد و مقاصد خود بخود واضح ہونگے اس سلام سے صرف حکایتِ معراج مقصود ہونا بدلائل ذیل باطل ہے۔

(دلیل اول)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام یا تابعین کسی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ انہوں نے تشہد کی تعلیم دیتے وقت فرمایا ہو کہ التحیات کے الفاظ بطورِ حکایت کے پڑھے جائیں بطور انشاء معانی کا ارادہ نہ کیا جائے تو ان کا یہ تعلیم نہ دینا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ مجرد حکایت مراد نہیں یعنی معانی کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(دلیل دوم)

محدثین کرام فقہائے عظام لکھتے ہیں کہ اگر یہ سوال قائم ہو کہ نماز میں بشر کو خطاب جائز نہیں، اگر کسی بشر کو نماز میں خطاب کیا، بشر کے ساتھ سلام کیا تو نماز فاسد ہو جائیگی تو اَللّٰهُمَّ عَذِّبْ اَيُّهَا النَّبِيُّ پڑھنا کیسے جائز ہوا؟ یہ مفسد نماز کیوں نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے (جن کے توالے آگے آرہے ہیں)

تو دیکھئے کہ اگر مجرد حکایت مقصود ہوتی تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ محض بطریق حکایت تو یا آدم! یا نوح! یا ابراہیم! یا موسیٰ! وغیرہ قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر وارد ہیں جو کہ نماز میں قرأت کے اثناء میں پڑھے جاتے ہیں، وہ مفسد نماز نہیں۔

تو اگر اس سلام میں بھی مجرد حکایت کا قول صحیح ہے تو اس پر فساد نماز کا سوال کیوں ہوتا ہے اور علماء اس کو خاصہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیوں قرار دیتے ہیں کیونکہ بطور حکایت تو قرأت نماز میں اور بھی کافی نداء و خطاب کے الفاظ آتے ہیں تو محض حکایت کی نیت کر کے خطاب کرنے میں خصوصیت نہیں قرار پاتی نہ پہلے اس سے نماز بھی فاسد نہیں ہوتی جب تک الفاظ کے معانی کا لحاظ مقصود نہ ہو.....

تو اس سلام اور نداء و خطاب کو خصوصیتِ مصیطنہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دینا اس بات کی واضح و روشن دلیل ہے کہ سلام

تشہد میں خطاب اور انشاء کا ہونا ضروری ہے صرف حکایت
کا قول قطعاً باطل و مردود ہے

(دلیل سوم)

تشہد سکھاتے وقت خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہ کلمات ارشاد فرمائے جو کہ کتبِ احادیث میں مرقوم ہیں،

یہاں بخاری شریف کے الفاظ قلمبند کئے جاتے ہیں
فَاتَّكُمُ إِذَا أَقْلُتُمُوهَا أَصَابَتْكُمْ عِنْدَ اللَّهِ
صَالِحِي فِي السَّمَاءِ وَالْإِنَّمُوتِ: (بخاری جلد I ص ۱۱۵)

ترجمہ: "یعنی جب تم السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین
کہتے ہو تو وہ آسمان و زمین میں اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے
کو پہنچ جاتے ہیں۔"

اور یہی مضمون مسلم جلد اول صفحہ ۱۷۳، ابو داؤد جلد اول
صفحہ ۱۴۶؛ مشکوٰۃ صفحہ ۸۵ میں مرقوم ہے۔

ناظرین کرام! اندازہ فرمائیں کہ اگر صرف حکایت معراج
مقصود ہوتی تو زمین و آسمان کے صالحین بندوں کو سلام
کیسے پہنچتا۔ سلام پہنچنا تو اس صورت میں متصور ہے جبکہ اپنی طرف
سے انشاء سلام کی نیت ہو، سلام پیش کرنا مقصود ہو
سرکار کے اس فرمانِ عالی شان نے مخالفین کا خیال خام
بالکل باطل کر دیا۔

"مذکورہ دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ نمازی

السلام علیک ایہا النبی عرض کرتے وقت نبی کریم

رءوف الرحيم عليه افضل الصلوة و اکمل التسليم کو سلام کہنے کا
قصد کرے صرف مزاج شریف کی نقل و حکایت نہیں۔“

مذکورہ دلائل کے بعد اب میں اس بارے میں حق بات عرض
کرتا ہوں اور اس پر محدثین بزرگان دین اور فقہاء کرام کے اقوال
سپر و قلم کرتا ہوں۔

(اسی بارے میں حق فیصلہ)

اس بارے میں حق بات وہ ہے جو غزالی، زمان رازی، دورا
حضرت علامہ مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ
والرضوان نے ارشاد فرمائی ہے کہ جن عبارات میں سلام تشہد
کا علی سبیل الحکایت ہونا وارد ہے وہاں مجرد حکایت مراد نہیں
بلکہ حکایت علی طریق الانشاء مراد ہے یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے
شہ مزاج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو **اَسْلَامٌ عَلَيْكَ**
اَيُّهَا النَّبِيُّ کے ساتھ مخاطب فرمایا تھا لہذا نمازی کو بھی چاہیے
کہ حرم حبیب میں حبیب کو حاضر پا کر واقعہ مزاج کے مطابق
بہ نیت انشاء سلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
اَسْلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ کے ساتھ مخاطب کرے نہ یہ کہ
صرف اللہ تعالیٰ کے سلام کی نقل و حکایت ہو اور نمازی خود
اپنی جانب سے انشاء سلام کی نیت نہ کرے۔ معاذ اللہ :-
ایسا کہنا تمام محدثین و فقہاء بلکہ ساری امت مسلمہ کے خلاف
چل کر سبیل مؤمنین سے اعراض کرنا اور جہنم کی طرف جانا ہے۔

(ماخوذ از تسکین الخواطر فی مسند الحافظ والناظر بمقالات کاظمی حصہ سوم صفحہ ۱۶۲)

اب مذکورہ بیان کی تصدیق و تائید کیلئے فقہاء کرام
محدثین بزرگان دین کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

تشہد کے معانی پر موضوعہ مراد لینا اور صرف حکایتِ معراج کی نیت نہ کرنا

فقہائے کرام کے اقوال میں اس بات کی بڑی وضاحت ملتی ہے
کہ تشہد پڑھتے وقت صرف واقعہ معراج کی نقل و حکایت کی
نیت کر کے پڑھنا صحیح نہیں بلکہ نمازی تشہد کے الفاظ کے
مقرّرہ معانی کا ارادہ و لحاظ کر کے پڑھے یعنی التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ
وَالطَّيِّبَاتُ میں تمام تر عبادتیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کرنے
کا قصد کرے اور السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ میں جو الفاظ ہیں ان ہی کے مقرّرہ معانی کا لحاظ کر کے
اس کو مخاطب و موجود سمجھ کر سلام عرض کرے ... إِلَى الْآخِرَةِ
(اس پر اقوالِ فقہائے کرام)

(قول اول)

شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ التمرقاشی العزی
الحنفی فرماتے ہیں۔

وَيَقْصِدُ بِالْفَظِ الشَّهْدِ الْإِنْشَاءَ لَا الْإِخْبَارَ۔

دتویر الابصار باب صفة الصلوة

ترجمہ: یعنی نمازی تشہد پڑھتے وقت انشاء کا قصد کرے
اخبار کا نہیں۔

صاحب تنویر و صاحب درمختار و صاحب رد المحتار
ان حضرات نے اس بارے میں اپنا فتویٰ جاری فرما کر مجرد حکایت
اور اخبار کے قول کی تردید فرمادی اور انشاء سلام کے قصد کو
متعین فرمادیا۔

قول چہارم

عاقمة المحققین علامہ الفاضل السید عبد الغنی
الشہیر الغنی المیدانی تلمیذ صاحب درمختار فرماتے
ہیں۔

وَيَقْصِدُ بِالْفَاظِ التَّشَهُدِ مَعَانِيَهَا مَرَادَةً لَهُ عَلَى وَجْهِ
الْإِنْشَاءِ كَأَنَّهُ يُحْيِي اللَّهَ تَعَالَى وَيُسَلِّمُ عَلَى نَبِيِّهِ وَعَلَى
نَفْسِهِ وَأَوْلِيَاءِهِ : (اللباب للميداني ص ۱۷) بِهَامِشِ
الجوهرة النيرة :

ترجمہ : نمازی الفاظ تشہد سے ان معانی کا قصد کرے جو اس
کی مراد ہیں اور یہ قصد انشاء کی وجہ پر ہو گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ
میں عبادت کے تحفے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی جان اور اولیاء
کرام پر سلام عرض کر رہا ہے۔

قول پنجم

مسلمانان ہند کے مستند فقہاء اور مفتیان کرام کی محنت کا نچوڑ
فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ

وَلَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَقْصِدَ بِالْفَاظِ التَّشَهُدِ مَعَانِيَهَا الَّتِي
وُضِعَتْ لَهَا مِنْ عِنْدِهِ كَأَنَّهُ يُحْيِي اللَّهَ تَعَالَى وَيُسَلِّمُ

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى نَفْسِهِ وَأَوْلِيَاءِهِ
اللَّهُ تَعَالَى : (فتاویٰ عالمگیری : جلد اول ص ۷۲)

ترجمہ : ” نمازی کیلئے تشہد کے الفاظ کے معانی ” موضوعہ
کا اپنی طرف سے بطور انشاء و مراد لینا اور ان کا قصد کرنا ضروری ہے
گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تحفے پیش کر رہا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ
وسلم اور اپنی ذات اور اولیاء کرام پر سلام عرض کر رہا ہے ۔“

قول ششم

شیخ الإسلام حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفی فرماتے ہیں :
فَيَقْصِدُ الْمُصَلِّيُ انْشَاءً هَذِهِ الْأَلْفَاظِ مُرَادَةً لِكَيْ
قَاصِدًا مَعْنَاهَا الْمَوْضُوعَةَ لَهُ مِنْ عِنْدِهِ كَأَنَّهُ مُحَبِّي
اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَعَلَى نَفْسِهِ وَأَوْلِيَاءِهِ اللَّهُ تَعَالَى خَلَدًا فَإِنَّمَا قَالَ
بَعْضُهُمْ أَنَّهُ حِكَايَةٌ سَلَامِ اللَّهِ لَا ابْتِدَاءً سَلَامٍ مِنَ
الْمُصَلِّيِّ : (مراقی الفلاح شرح نور الايضاح باب كيفية تركيب
افعال الصلوة ص ۷۰)

ترجمہ : ” نمازی ان الفاظ کا ارادہ رکھتے ہوئے انشاء کا قصد
کرے اپنی طرف سے معانی ” موضوعہ کا قصد کرتے ہوئے ، گویا
وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو تحفے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی
ذات اور اولیاء اللہ تعالیٰ کو سلام پیش کر رہا ہے خلاف اس کے
جو بعض لوگوں نے کہا وہ اللہ تعالیٰ کے سلام کی حکایت ہے ،
نمازی کی طرف سے ابتداء سلام نہیں !“

اِنَّهُ يَنْبَغِي لِلْمُتَشَهِّدِ مَعَانِيَهَا مُرَادَةٌ لَهُ عَلٰى
وَجِبِ الْاِنْشَاءِ لَا الْاِخْبَارِ عَنْ ذَالِكَ وَ لِحِكَايَةِ مَا وَقَعَ
فِي لَيْلَةِ الْمُعْرَاجِ : (السعایة فی کشف مانی شرح الوقایة
جلد دوم ص ۲۲۲)

ترجمہ: "مجتبیٰ در مختار اور امداد وغیرہ کتب میں ہے کہ تشہد
پڑھنے والے کو چاہیے کہ وہ الفاظ تشہد کے ان معانی کا
قصد کرے جو ان کی مراد ہیں انشاء کی وجہ پر اخبار اور اس حکایت
کا ارادہ نہ کرے جو معراج کی رات واقع ہوئی تھی"

قول سوم

موصوف مذکور کے بھائی حضرت علامہ عبد الحمید لکھنوی فرماتے ہیں :
وَيَقْصِدُ بِالْفَاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِيَهَا مُرَادَةٌ لَهُ عَلٰى
وَجِبِ الْاِنْشَاءِ كَاَنَّهٗ يُحَيِّي اللّٰهَ تَعَالٰى وَيُسَلِّمُ عَلٰى
نَبِيِّهِ وَعَلٰى نَفْسِهِ وَ اَوْلِيَآءِهٖ لَا الْاِخْبَارِ عَنْ ذَالِكَ
ذِكْرًا فِي الْمُجْتَبٰى : (الحلۃ الضروری لمختصر القدوری باب صفة
الصلوة ص ۲۱ - حاشیہ م)

ترجمہ: "غازی الفاظ تشہد کے ساتھ انشاء کی وجہ پر
ان کی معانی مراد لے کا قصد کرے

گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تحیّیت اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور اپنی ذات اور اولیاء کرام پر سلام عرض کر رہا ہے
اس سے اخبار کی نیت نہ کرے۔ اس کو ذکر کیا مجتبیٰ میں"

فقہائے کرام کی عبارات کا خلاصہ

ان تمام عباراتِ فقہاءِ کرام سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ تشہد میں صرف حکایت و اخبارِ معراج کا قصد کرنا جائز نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اپنی طرف سے ان معانی کا قصد کرنا ضروری ہے جو اس سے مراد ہیں جب یہ امر اظہر من الشمس ہوا تو اس کے **عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ** میں انشاءِ سلام اور خطاب کی نیت ضروری ہے صرف اللہ تعالیٰ کے سلام کی نقل و حکایت نہیں۔

مخالفین سے سوال ہے کہ جس عقیدے میں تمہارے خیالات و نظریات کی تردید ہو اس کو اپنی طرف سے تاویل دے کر بدل دو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

اب بھی اگر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوئی ہیں تو فقہاء کی عبارتوں کے آخر میں اپنے ایک پیشوا کی عبارت بھی ملاحظہ کیجئے کہ - **ص** " مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری! "

قول دہم

مخالفین کے پیشوا کا اعترافِ حقیقت

مخالفین کے مشہور و معروف عالم مولوی اعزاز علی صاحب

مدرس دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں :-

فَيَقْصِدُ الْمُصَلِّيَ انْشَاءً هَذِهِ الْأَلْفَاظِ مُرَادَةً لَهُ

قَاصِدًا مَعْنَاهَا الْمَوْضُوعَةُ لَهُ مِنْ عِنْدِهِ كَأَنَّهُ
يُحْيِي اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَيُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى نَفْسِهِ وَعَلَى أَوْلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى
خِلَافًا لِمَا قَالَهُ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ حِكَايَةٌ سَلَامِ اللَّهِ
لَا ابْتِدَاءَ سَلَامٍ مِنَ الْمُصَلِّيِّ :- (الاصباح حاشية
نور الايضاح ص ۷۵)

ترجمہ: "نازی ان الفاظ کے انشاء کا قصد کرے اور
اپنی طرف سے ان کے معانی موضوعہ کا قصد کرے جو ان کی مراد ہیں
— گویا کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو تحفے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور اپنی ذات اور اولیاء اللہ تعالیٰ کو سلام پیش کر رہا ہے خلاف
اس قول کے جو بعض لوگوں نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سلام کی
حکایت ہے نمازی کی طرف سے سلام کی ابتداء نہیں :- "تِلْكَ عَشْرَةٌ"
کاملۃ ط

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ فِي نَمَازِي كَمَا تَصَوَّرُ

فقہائے اُمت اور خود مخالفین کے پیشواؤں کے اقوال سے
ہمارا دعویٰ بخوبی ثابت ہوا اور مخالفین کا شبہ مردود و باطل
ٹھہرا، جب یہ بات ثابت ہوئی کہ نمازی تشہد پڑھتے وقت
اس کے مقررہ معانی و مطالب کا اپنی طرف سے قصد رکھے اور
جس طرح زبان سے پڑھتا ہے اسی طرح دل میں ان کے معانی کا
لحاظ و تصور کرے تو ثابت ہوا کہ نمازی جب تشہد میں السَّلَامُ

عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ پڑھے تو اس کے معانی کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ تصور کرے کہ میں سرکارِ ابدِ قرارِ حبیبِ پروردگار احمدِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو سلام عرض کر رہا ہوں کیونکہ معانی کا قصد و لحاظ اسی صورت میں متصور ہے اور کیونکہ یہ نیت کرے کہ بندہ نماز میں جس بارگاہِ صمدیت میں حاضر ہو جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے اس میں جلوہ گر ہوتے ہیں کیونکہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ الوہیت میں ہمہ وقت تشریف فرما ہوتے ہیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں حرمِ الہی کے حضور سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتے۔

اس پر بے شمار علماء و فقہاء بزرگانِ دین محدثین اور خود اکابرِ مخالفین کے اقوال شاہد ہیں۔ کہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم حرمِ حبیبِ جل جلالہ سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتے۔

حوالہ جات پیش خدمت ہیں تاکہ مخالفین کے تمام شبہات واپسہ کا ازالہ ہو سکے اور اہل ایمان پر اس سلام کی حقیقت اسرار و رموز اور فوائد و مقاصد آشکارا ہو جائیں۔

(قولِ اول) جل جلالہ میں جلوہ گر ہوتے ہیں
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حرمِ حبیب میں جلوہ گر ہوتے ہیں

قطب ربانی غوث صمدانی حضرت امام عبدالوہاب شمرانی قدس سرہ اپنی مشہور تصنیف "المیزان الکبریٰ" میں تشہد کے بیان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ

سَمِعْتُ سَيِّدِي عَلِيَّ الْخَوَاصِ رَحْمَةً اللَّهُ عَلَيْهِ يَقُولُ

إِنَّمَا أَمْرُ الشَّارِعِ الْمُصَلَّى بِالصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَى
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ أَنْ يَتَنَبَّهَ
الْغَافِلِينَ فِي جُلُوسِهِمْ بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
عَلَى شُهُودِ نَبِيِّهِمْ فِي تِلْكَ الْحَضْرَةِ فَإِنَّهُ لَا يُفَارِقُ
حَضْرَةَ اللَّهِ أَبَدًا فَيُخَاطَبُونَ بِالسَّلَامِ مُشَافَهَةً:

(الميزات الكبرى) (ص ۱۴۵)

ترجمہ: " میں نے سیدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا
وہ فرماتے ہیں کہ شارع نے تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم دیا صرف اس لئے کہ
اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اس بات پر
تنبیہ فرمادے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریف فرما ہیں اس لئے کہ وہ
دربارِ خداوندی سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتے۔

پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بالمشافہ (رو برو) سلام کے
ساتھ خطاب کرتے ہیں۔

”قَابِلِ عَنُورِ حُسْبُلِ“

اس ایمان افروز عبارت کو نقل کرنے کے بعد حضرت علامہ
سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں
اس عبارت میں ^{شہود} تَبِيئِهِمْ فِي تِلْكَ الْحَضْرَةِ "نبی
کو صلی اللہ علیہ وسلم کا بارگاہ ایزوی میں حاضر و جلوہ گر
ہونا" اور فَإِنَّهُ لَا يُفَارِقُ حَضْرَةَ اللَّهِ أَبَدًا۔ "نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر گاہِ الہی سے کسی وقت جدا نہیں ہوتے۔ اور
 فِي مَخَاطِبِ رُوحَهُ بِالسَّلَامِ مُشَافَهَةً۔ نمازی بالمشافہہ یعنی
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام
 کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔

یہ خاص طور پر قابلِ غور جملے ہیں۔ یہ تینوں جملے اس مقام پر
 مخالفین کے تمام شکوک و شبہات کا قلع قمع کر رہے ہیں۔
 ایسے چمکتے ہوئے دلائل کے سامنے کسی کو رباطن کا یہ کہنا کہ السَّلَامُ
 عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ (معاذ اللہ) بعید غائب کو خطاب ہے حضور کی
 محض خیالی صورت ہوتی ہے خود حضور بارگاہِ ایزدی میں حاضر نہیں
 ہوتے کسی دیدہ و لیری اور ہٹا ڈھری ہے، بھلا کوئی منصف مزاج
 ایسے روشن کلمات کے ہوتے ہوئے اس تنگ نظری اور تاریک
 خیالی کو قبول کر سکتا ہے؟ (تسکین الخواطر فی مسئلۃ المحاضر
 والناظر)

(قول دوم)

علامہ عبدالحئی لکھنوی اپنے والد ماجد حضرت علامہ عبدالحلیم
 لکھنوی کا قول نقل کرتے ہیں
 وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ أَنَّ الْعَبْدَ لَمَّا تَشَرَّفُ بِشَنَاءِ
 اللَّهِ فَكَأَنَّهُ أُذِنَ فِي الدُّخُولِ فِي حَرِيمِ الْحَرَمِ الْإِلَهِيِّ
 وَنُورِ بَصِيرَتِهِ وَوَجَدَ الْحَبِيبَ حَاضِرًا فِي حَرَمِ الْحَبِيبِ
 فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ۔
 (السعیۃ فی کشف ما فی شرح الوقایۃ جلد ۲ ص ۲۲۸)

تَرْجَمَهُمَا: ” اور بعض اہل معرفت نے فرمایا کہ بندہ جب ثناء الہی سے مشرف ہوا تو اسے حرم الہی کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اور اس کی بصیرت کو خوب روشن کر دیا گیا حتیٰ کہ اس نے حرم حبیب میں حبیب کو حاضر پایا فوراً ان کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا اَسْلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ (اے نبی! آپ پر سلام ہو) (قول سوم)

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی فرماتے ہیں

وَيُحْتَمَلُ أَنْ يُقَالَ عَلَى طَرِيقِ أَهْلِ الْعُرْفَاتِ أَنَّ الْمُصَلِّينَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوا أَبَابَ الْمَلَكُوتِ بِالتَّحِيَّاتِ أَدْنَى لَكُمُ بِاللَّدْخُولِ فِي حَرِيمِ الْحَقِّي الَّذِي لَا يَمُوتُ فَفَرَّتْ أَعْيُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاتِ فَنَبَّهُوا عَلَى ذَلِكَ بِوَاسِطَةِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَبِرُكَّةٍ مُتَابِعَتِهِ فَانْتَفَتُوا فَإِذَا الْحَبِيبُ فِي حَرَمِ الْحَبِيبِ حَاضِرٌ فَأَقْبَلُوا عَلَيْهِ قَائِلِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ = رَفَعَ الرَّبُّ أَعْيُنَهُمْ

شرح صحیح بخاری جلد دوم ص ۲۵۰

تَرْجَمَهُمَا: ” اہل عرفان کے طریق پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوا یا تو انہیں حتیٰ لایموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی ان کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات کی تنبیہ کی گئی کہ بارگاہِ خداوندی میں جو انہیں شرفیاب حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور آپ کی

متابعت کی برکت سے ہے۔

نمازیوں نے اس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہِ خداوندی میں جو
نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہیں یعنی نبی
صلی اللہ علیہ وسلم دربارِ خداوندی میں جلوہ گر ہیں۔ حضور کو
دیکھتے ہی السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوتے۔

اور یہی ایمان افروز عبارت کتب مندرجہ ذیل میں بیانِ تشہد
میں موجود ہے۔ عبارت نقل کرنے کی بجائے بطور اختصار صرف
حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

فَمَنْ شَاءَ الْإِطْلَاقَ فَلْيُرْجِعْ هُنَاكَ
(قول چہارم)

عمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد ۶ علامہ بدر الدین عینی

حنفی:-

(قول پنجم)

مواہب اللدنیہ ج ۲: علامہ قسطلانی

(قول ششم)

زرقاتی شرح مواہب ج ۷۔

زرقاتی شرح مؤطا امام مالک جلد اول: امام محمد بن عبدالباقی

زرقاتی۔

(قول ہفتم)

السعیة فی کشف مافی شرح الوقایة جلد دوم: علامہ عبدالحی لکھنوی

اکابر مخالفین کے اقوال

اور خود مخالفین کے اکابر مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی،
مولوی ذکریا سہراردپوری دیوبندی نے اپنی تصانیف میں
یہی مذکورہ عبارت لکھی ہے ان کے حوالے بھی ملاحظہ ہوں۔

(قول ششم)

"فتح الملہم" جلد دوم : مولوی شبیر احمد عثمانی۔

(قول نہدہم)

اوجز المسائل شرح موطاء امام مالک جلد اول :-
مولوی ذکریا مصنف تبلیغی نصاب (فضائل اعمال)

(قول دہم)

اور اس حقیقت کو مولوی ظہور الباری فاضل دارالعلوم
دیوبند نے بھی تسلیم کی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں

"اس دعا کی ترتیب یہ ہے کہ جب بندہ نے باب ملکوت پر تحیات
صلوٰۃ اور طہیبات کی دستک دی اور حرمِ قدس سے داخلہ کی اجازت
بھی مل گئی تو اس عظیم کامیابی پر بندہ کو یاد آیا کہ یہ سب کچھ نبی رحمت
کی برکت اور آپ کی اتباع کے صدقہ میں ہوا ہے اس لئے واللہ انہ
وہ نبی کو مخاطب کر کے سلام بھیجتا ہے کہ حبیب اپنے حرم میں موجود ہے
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔"

(تفہیم البخاری اردو شرح صحیح بخاری ج اول ص ۵۰)

(تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ط)

مذکورہ بالا ائمہ کرام کی تصریحات اور مخالفین کے اکابر کے حوالہ جات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ حرمِ حق تعالیٰ میں حاضر و جلوہ گر ہوتے ہیں تو نمازی جب نماز میں بارگاہِ الہی کی حاضری سے مشرف ہو کر تحیت پیش کرتا ہے تو وہ حرمِ الہی میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ گر پا کر یاد کر لیتا ہے کہ یہ سب کچھ اس سرکار کی برکتِ متابعت اور آپ کے صدقہ و طفیل سے ہیں تو بے ساختہ اور والہانہ وہ اپنے اقبا و مولا کو مخاطب کر کے سلام عرض کرتا ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں مرض تھا انہوں نے حاضر کے معنی غائب اور اثبات کے معنی نفی سمجھ لئے یہ ان کی اپنی شومی قسمت اور کورِ باطنی ہے کہ انہیں کسی نماز میں حرمِ حبیب کی حاضری نصیب نہ ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان و قلم سے بھی فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر صادر کر دیا جیسا کہ گذشتہ اقوال میں مخالفین کے اکابر کے حوالے گذر گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تائید اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف منکرین و معاندین سے بھی کرا لیتا ہے۔ (فلیتدبروا)۔

(ہر ذرہ کائنات ہر فرد و ممکنات ہر نمازی کی ذات میں حقیقتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی جلوہ گری)

نداء و صیغہ خطاب کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ

روحانیت و نورانیتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں
 اور اہل ایمان نمازیوں کے دلوں میں جلوہ افروز۔ جس پر بے شمار
 دلائل اور اقوالِ بزرگانِ دین دلالت کرتی ہیں۔ ملاحظہ ہوں
 اکابر علماء و عمائدینِ دین کے اقوال :-

قول اول

امام الکملہ سراجِ امت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ
 بارگاہِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کرتے ہیں
 وَإِذَا سَمِعْتُ فَعَنْكَ قَوْلًا طَيِّبًا
 وَإِذَا نَظَرْتُ فَمَا أَرَى إِلَّا لَكَ

(قصیدۃ النعمان ص ۱۲)

ترجمہ: » یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میں کوئی
 بات سنتا ہوں تو آپ ہی کی طرف سے کلامِ پاک سُنانا دیتی ہے اور
 جب میں دیکھتا ہوں (ہر سو) تو سوا آپ کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔
 اے حنفی بننے کا دعویٰ کرنے والو! یہ ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ
 اللہ علیہ کا فرمان اور عقیدہ، اس عقیدہ کو سننے دیکھنے کے بعد اگر تم نے
 امام ابو حنیفہ کے سانچے میں اپنے عقیدے کو نہیں ڈھالا تو تم
 حنفیت کے مدعی جھوٹے ہو۔ یا حنفیت کے دعوے چھوڑ دو
 یا امام صاحب کی اتباع کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر
 ہونا تسلیم کر لو۔

قول دوم

علامہ قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ :-

حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ (جو کہ تابعی ہیں) اللہ تعالیٰ کے فرمان اِذَا دَخَلْتُمْ فِي الْبُيُوتِ فَسَلِّمُوا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

اِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ فَقُلْ السَّلَامُ عَلٰی النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ: (شفاء شریف ص ۵۲ ج ۲) ترجمہ !!

یعنی اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرو کہہو السَّلَامُ عَلٰی النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔

اس کے تحت علامہ علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :- اِنَّ رُوْحَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَاضِرٌ فِيْ بُيُوتِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ۔ (شرح شفاء ج ۲ ص ۶۲)

اس لئے کہ نبی پاک علیہ السلام کی رُوح مبارک ہر مسلمان کے گھر میں حاضر اور موجود ہے۔

قَوْلِ سَوْمٍ

شرح قصیدہ ہمزیہ مصنف ابن حجر ہیشمی میں ہے:

قَالَ ابُو الْحَسَنِ شَاذَلِيْ لَوْ حَجَبْتُ عَنِّي النَّبِيَّ طُرْفَتَا عَيْنٍ مَا عَدَدْتُ نَفْسِيْ مُسْلِمًا:

ترجمہ: حضرت ابو الحسن شاذلی فرماتے ہیں کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آنکھ چھپکنے کی دیر بھی مجھ سے درپردہ ہو جائیں تو میں اپنے نفس کو مسلم شمار نہیں کرتا۔ (شرح قصیدہ ہمزیہ ص ۱۲۶)

قول چہارم

منی الفین کے نزدیک مسلم بزرگ اور ثقہ عالم دین حضرت
شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں۔

إِنَّ الْقَضَاءَ مُسْتَلَىٰ بِرُوحِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
وَصِيَ تَمُوجٌ فِيهِ تَمُوجُ الرِّيحِ الْعَاصِفَةِ: (فیوض الحرمین ص ۲۸)
ترجمہ :- بے شک نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح کے ساتھ
تمام قضاء پڑے اور وہ (روح مبارک) اس میں تیز ہوا کی طرح
موجیں مارتی ہے۔

سبحان اللہ! مخالفین کے مسلم وثقہ بزرگ نے روح مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام فضاء میں تیز ہوا کی مانند تسلیم کر کے
مسئلہ حاضر و ناظر کو واضح کیا۔

قول پنجم

شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ذکر کن اور اور درود بفرست بروی صلی اللہ علیہ وسلم و باش
در حال ذکر گویا حاضر است پیش در حالت حیات و می
ببینی تو او را متادب با جلال و تعظیم و ہیبت و حیا
بدانکہ وی صلی اللہ علیہ وسلم می بیند و می شنود کلام ترا زیرا کہ وی
متصف است بصفات اللہ تعالیٰ و یکی از صفات الہی آن
است کہ انا جلیس من ذکرنی مد پیغمبر را صلی اللہ علیہ وسلم

نصیب و افرست ازین صفت۔ (مدارج النبوة ج ۲ ص ۶۲۱)
 ترجمہ: حضور علیہ السلام کو یاد کرو اور درود بھیجو اور حالت ذکر میں
 ایسے رہو کہ حضور حالت حیات میں ہمارے سامنے ہیں اور تم ان کو دیکھتے
 ہو۔ ادب اور جلال اور تعظیم اور حیا سے رہو اور جان کہ حضور علیہ
 السلام دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں تمہارے کلام کو کیونکہ حضور صفات الہی سے
 موصوف ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ میں اپنے ذاکر کا ہم نشین
 ہوں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس صفت سے نصیب وافر حاصل ہے۔

قول ششم

یہی شیخ محقق دوسرے مقام پر فرماتے ہیں
 باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است
 یک کس را درین مسئلہ خلاف نیست کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاوز توہم تاویل دائم و باقی
 ست و بواعمال امت حاضر و ناظر و مرطالبات حقیقت را و مستو
 جہان آن حضرت را مفیض و مری۔

(سلوک اقرب السبیل بالتوجه الی سید الرسل مع اخبار الاخبار

مطبوعہ رحیمیہ دیوبند ص ۱۴۱)

ترجمہ: امت کے علماء میں اتنے اختلافات اور بہت سے مذاہب
 کے باوجود کسی شخص کو اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی زندگی کے ساتھ قائم اور باقی ہیں۔
 حضور کی زندگی میں مجاز کی آمیزش و تاویل کا وہم نہیں ہے اور
 امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔ اور حقیقت کے طلب کرنے والے

اور جو لوگ کہ آں حضرت کی جانب توجہ رکھتے ہیں حضور ان سب کو فیض پہنچانے والے اور ان کی تربیت کرنے والے ہیں۔ (انتہی)

قول ہفتم

بالخصوص تشہد کے متعلق اقوال ملاحظہ ہوں۔

حضرت حجتہ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی رضی اللہ

عنه فرماتے ہیں۔

وَاحْضِرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ وَشَخْصَهُ الْكَرِيمَ وَقُلْ السَّلَامُ
عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَلِيُصَدِّقْ
أَمْلَكَ فِي أَنَّهُ يَبْلُغُهُ وَيُرِدُّ مَا هُوَ أَوْفَى مِنْهُ۔ (احیاء العلوم
ج اول ص ۵۷۱ مرقاة شرح مشکوٰۃ ص ۳۲۳ ج ۲۔)

ترجمہ:۔ اے غازی! تشہد میں السلام علیک ایہا النبی
پڑھتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دل میں حاضر کر اور
آپ کی صورت مبارکہ کا تصور باندھ اور عرض کر السلام علیک
ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور یہ یقین جان کہ یہ سلام
حضور کو پہنچ رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شانِ کریمانہ
کے لائق اس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

قول ہشتم

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے

ہیں۔

ووجہ خطاب بانحضرت بجمہت البقائے ایں کلام است
برآنچہ دراصل بود کہ درشب معراج از جانب پروردگار تعالیٰ

و تقدس بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطاب بسلامت آمد۔
پس آنحضرت در حین تعلیم امت نیز ہماں لفظ اسل گذاشت
تا ایشان را مذکر آن حال گردد و نیز آن ہمیشہ نصب العین
مومنان و قرق العین عابدان است۔

در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر
آن کہ وجود نورانیت و انکشاف درین محل بیشتر و قوی است
و بعضے از عرفاء گفته اند کہ این خطاب بجهت سریان حقیقت
محمدیہ است در ذرات موجودات و افراد ممکنات۔
پس آنحضرت در ذات مصلیٰ موجود و حاضر است۔

پس مصلیٰ باید کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازین شہود غافل
نہود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متنور و فالض گردد۔ (اشعت

اللہمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص ۴۰۱ "در بیان تشہد"
ترجمہ ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب اس کلام کو
اپنے اصل پر باقی رکھنے کی جہت سے ہے جو شب معراج میں پروردگار
تقدس و تعالیٰ کی جانب سے آپ پر سلام کا خطاب آیا تھا۔
پس حضور نے تعلیم امت کے وقت بھی اسی لفظ کو اصل پر چھوڑا
تا کہ میری امت بھی اس حال کو یاد رکھیں نیز حضور ہمیشہ مومنوں
کے نصب العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ تمام
احوال و اوقات میں خصوصاً عبادت اور اس کی آخر کی حالت
میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وجود اس مقام میں بہت زیادہ
اور نہایت قوی ہوتا ہے۔

بعض عرفاء نے کہا ہے کہ یہ خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقت
محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحيٰۃ : تمام موجودات کے ذات
اور ممکنات کے افراد میں جاری و ساری ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر
ہیں لہذا غازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہوتا کہ انوارِ قرب اور
اسرارِ معرفت سے روشن اور فیضیاب ہو۔

یہی مضمون شیخ محقق نے مدارج النبوة ج ۱ ص ۱۳۵ اور ص ۳۶۶
اور لمعات ج ۳ ص ۱۸۱ پر تحریر فرمایا ہے۔

قول ہم

حضرت علامہ عبد الحلیم لکھنوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
السِّرُّ فِي خِطَابِ الشَّهَادَةِ الْحَقِيقَةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ
كَانَتْهَا سَارِيَّةٌ فِي كُلِّ وَجُودٍ وَحَاضِرَةٌ فِي بَاطِنِ
كُلِّ عَبْدٍ وَانْكَشَافُ هَذِهِ الْحَالَةِ عَلَى الْوَجْهِ
الْأَلَمِّيِّ فِي حَالَةِ الصَّلَاةِ فَحَصَلَ مَحَلُّ الْخِطَابِ -
(رسالہ نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن : بحوالہ العایۃ جلد دوم ص ۲۲۸ -)
ترجمہ : ” خطابِ شہد یعنی التحیات میں السلام علیک ایہا
النبی کہنے میں راز یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ بر وجود میں جاری و
ساری اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر و موجود ہے اس حالت کا پورا
انکشاف بحالتِ نماز ہوتا ہے لہذا محلِ خطاب حاصل ہو گیا۔

غیر مقلدین کے پیشواؤ کی تصدیق

قول دہم

غیر مقلد نجدیوں کے امام نواب صدیق حسن بھوپالی اپنی کتاب "مسک الختام" (شرح بلوغ المرام) میں بیانِ تشریح میں لکھتے ہیں۔
 و نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدان
 است۔ در جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت و آخر
 الٰہ کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی تر است و
 بعضے از عرفاء گفته اند کہ این خطاب بجهت سریان حقیقت محمدیہ
 است در ذرات موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذات
 مصلیٰ موجود و حاضر است پس مصلیٰ را باید کہ ازین معنی آگاہ باشد
 و ازین شہود غافل نبود تا بہ التوارقرب و اسرار معرفت مستنور
 و فائض گردد آری

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست

فی بیعت عیال و دعائی فرستمت

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۴۵۹)

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے نصب العین
 اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں تمام حالتوں اور تمام اوقات
 میں خصوصاً عبادت اور اس کے آخر کی حالت میں کیونکہ اسے
 مقام میں نورانیت و انکشاف بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا
 ہے۔ بعض عارفوں نے فرمایا کہ یہ خطاب السلام علیک ایہا البی

اس لئے ہے کہ حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں نمازی کو چاہئے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہوں تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے منور اور فائز ہو۔

ترجمہ شعور :- عشق کی راہ میں قرب و بوند کا مرحلہ نہیں میں آپ کو نظر ابراہیم دیکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ (تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ط)

غیر مقلدین اور دیوبندیوں سے سوال

نواب صاحب کے متبعین غیر مقلدین سے سوال ہے کہ تمہارے عقیدے اور فتاویٰ کے روع سے تو نواب صاحب نے شرک کے انبار لگا دئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر عبادت میں مسلمانوں کے پیش نظر ہیں ہر نمازی کی ذات بلکہ ہر ذرہ ممکنات میں جلوہ افروز ہیں اور نمازی سلام عرض کرتے وقت اس مشاہدہ سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے منور و فائز ہو۔ سوال طلب امر یہ ہے کہ نواب صاحب جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ذرہ کائنات ہر فرد ممکنات میں حاضر و ناظر مان رہے ہیں آیا ان پر شرک کا فتویٰ تمہاری شرکیہ کمپنی کی جانب سے چسپاں ہو گا یا نہیں؟

نواب صاحب کے علاوہ دیوبندیوں کے اکابرین کے حوالے بھی گزر چکے ہیں۔ مولوی اعزاز علی دیوبندی انشاءً سلام

کے قصد کو متعین کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ معانی موضوعہ مراد لیتا یعنی نداء و خطاب کے ساتھ سلام عرض کرنا مقصود ہے نیز مولوی شبیر احمد عثمانی اور مولوی ذکریا اور مولوی ظہور الیاری جنہوں نے سلام کے معنی کو اپنی جگہ برقرار رکھتے ہوئے لکھا ہے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بارگاہ الہی میں جلوہ گر رہتے ہیں نمازی نماز میں بارگاہ ربوبیت میں حاضر ہوتا ہے تو اس بارگاہ اقدس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہوتے ہیں تو نمازی بالمشافہ (روبرو) سلام عرض کر دیتا ہے یعنی جہاں کہیں نماز پڑھے وہیں بارگاہ الہی میں حاضر ہو جاتا ہے اور حضور بھی وہاں حاضر ہوتے ہیں۔ نیز حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی جو حضور کی روح مبارک کو ہر ذرہٴ ذضا میں حاضر و ناظر مان رہے ہیں۔ دیوبندی حضرات اپنے شرکیہ فتویٰ کے روء سے شاہ ولی اللہ مولوی شبیر احمد عثمانی اور مولوی ذکریا، مولوی اعزاز علی، مولوی ظہور الیاری کے متعلق سوچیں کہ انہوں نے تو کہیں شرک کا ارتکاب نہیں کیا؟ اگر شرک کیا ہے تو ان کے پیروکار اس شرک سے کیسے بچ سکیں گے اور اگر شرک نہیں تو ہم پر شرک کے فتوے کیوں؟

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ط

آخری فیصلہ کن عبارت

آخر میں دیوبندیوں کے مقتداء مولوی ذکریا کی ایک اور فیصلہ کن عبارت نقل کر کے آخری حجت تمام کرتا ہوں۔

ناظرین کرام! بغور ملاحظہ فرمائیں مولوی ذکریا اوجیز المسالك

جلد ۱ صفحہ ۲۶۵ میں لکھتے ہیں

وَعَلَىٰ هَذَا التَّوَجُّيهِ فَأَلْكَافُ اِبْقَاءٌ لِلْحِكَايَةِ عَلَىٰ
 اَصْلِهَا وَ لَكِنْ يُنْبَغِي اَنْ يَقْصِدَ بِكَلَامِهِ هَذَا
 حَيْثُ اِلَّا نَشَاءَ لَا جُرْدُ الْحِكَايَةِ قَالَ الشَّيْخُ
 وَيَقْصِدُ بِالْفَاظِ التَّشْهُدِ مَعَانِيهَا مُرَادَةٌ لَهُ عَلَىٰ
 وَجْهِ اِلَّا نَشَاءَ كَمَا تَهَيَّيْتُ لِلَّهِ تَعَالَىٰ وَيُسَلِّمُ
 عَلَىٰ نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَىٰ نَفْسِهِ
 وَ اَوْلِيَاءِهِ وَلَا يَقْصِدُ الْاِخْبَارَ وَالْحِكَايَةَ عَمَّا وَقَعَ
 فِي الْمَعْرَاجِ عَنْهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... انتهى۔

فَعَلِمَ بِهَذَا اَنَّ لِلْمَشَاحِّ فِي تَوْجِيهِ الْخِطَابِ
 ثَلَاثَةَ اقْوَالٍ هَجْرَةُ الْاِتِّبَاعِ وَ كَوْنُ الْحَبِيبِ
 فِي حَرَمِ الْحَبِيبِ وَ حِكَايَةُ مَا فِي الْمَعْرَاجِ عَلَىٰ طَرِيقِ
 الْاِلَّا نَشَاءِ۔ (اوجز المسالك شرح مؤطا امام مالك ج ۱

صفحہ ۲۶۵۔)

توجیہ کا کیا ہے۔ اس توجیہ پر کاف خطاب حکایت کو اس کی
 اصل پر باقی رکھنے کے لئے ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس
 وقت نمازی ان الفاظ سے انشاء سلام کا قصد کرے
 مجرد حکایت کا ارادہ ہرگز نہ ہو۔ علامہ شامی نے کہا ہے کہ نمازی
 الفاظ تشہد سے ان کے مرادى معنی کا انشاء کے طریقے
 پر قصد کرے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تحفے پیش کر رہا ہے اور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی ذات و اولیاء کرام پر سلام عرض کر رہے اور اس واقعہ کے نقل و حکایت کا بالکل ارادہ نہ کرے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مراجع میں واقع ہوا تھا۔

اس قول سے معلوم ہوا کہ خطاب کی توجیہ میں مشائخ کے تین قول ہیں ————— مجرد اتباع — اور حبیب کا حریم میں حاضر ہونا۔ (۳) اور انشاء کے طریق پر واقعہ مراجع کی حکایت کرنا۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ: اس عبارت سے ہمارے لکھے ہوئے مسائل بالکل واضح ہو گئے۔ سلام تشہد حکایت علی طریق الانشاء بھی ثابت ہو گیا اور توجیہ خطاب میں فاذا الحبیب فی حریم الحبیب بھی مذکور ہو گیا۔ اگر مخالفین اس بیان کو عقل و انصاف کی روشنی میں پڑھیں تو انہیں ہمارے مسلک کی حقانیت میں ذرہ برابر شبہ نہیں رہ سکتا۔ (ماخوذ از تسکین الخواطر)

قارئین کرام! الحمد للہ محدثین بزرگان دین فقہائے امت کے اقوال کی روشنی میں ہمارا دعویٰ بخوبی ثابت ہوا اور مخالفین کے خیال خام و باطل کی تردید ہوئی۔ اس سلام کے متعلق اور بھی کچھ فضول اور لایعنی قسم کے شبہات ہیں جن کا حقیقت میں مذکورہ دلائل و حوالہ جات میں مکمل جوابات لکھے جا چکے ہیں جو ارباب عقل و دانش پر مخفی نہیں لیکن مزید تفصیل کے ساتھ ان کے اعتراضات اور جوابات طوالت سے بچنے کی خاطر یہاں لکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔

الحمد لله! علماء اہلسنت نے اپنی تصانیف میں ان کے

جوایات دلائل کی روشنی میں لکھدئے ہیں جن کا شوق ہو وہ علمائے اہل سنت کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

فوائدِ نافعہ

مذکورہ سلام اور مذکورہ بالا تمام تر حوالہ جات کی روشنی میں بے شمار فوائد و منافع اور اسرار و رموز کا اثبات و اظہار ہوتا ہے یہاں چند فوائد بطورِ اختصار پیش خدمت کرتا ہوں تاکہ قارئین پڑھ کر وہی تسکین حاصل کریں اور مذکورہ حوالوں اور دلائل کے نتائج سمجھ سکیں اور میرے حق میں دعائے خیر کر لیں اور شاید گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دامِ تزویر میں پھنسنے والے سادہ لوح سُنی مسلمانوں کی ہدایت کا سبب بنے۔
(اقولُ وباللہ التوفیق)

پہلا فائدہ :-

تشریح پڑھتے وقت معانی کا لحاظ رکھنا۔

تشریح پڑھتے وقت اس کے معانی کا لحاظ رکھنا اور اپنی طرف سے بطورِ انشاء ان کی مراد لینا ضروری ہے تو السلام علیک ایہا النبی میں معنی کا لحاظ رکھتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کر کے نداء و خطاب کی نیت سے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرے تب انشاء سلام اور معانی موضوعہ کا قصد درست ہوگا، یہ نہیں کہ صرف حکایتِ معراج کی نقل کی نیت ہو جیسا کہ دلائل عقلی و نقلی اور تنویر الابصار درمختار، ردالمحتار، اللباب لمیدانی عالمگیری مراقی الفلاح

غنیۃ ذوی الاسکام البحر الرائق السعایۃ الحل الضروری اور
مخالفین کے پیشوا و اعزاز علی دیوبندی کی تصنیف "الاصباح"
کی عبارتوں سے ثابت ہوا۔

(دوسرا فائدہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم الہی میں جلوہ گر ہونا اور نمازی کا م کبریا
حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت حرم حق تعالیٰ میں
موجود و حاضر ہوتے ہیں نمازی خواہ کہیں بھی ہو، کسی وقت بھی
جب نماز کی نیت باندھتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ
جلیلہ سے حرم الہی میں پہنچنے کا شرف پاتا ہے اور حرم الہی میں نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جلوہ گر پا کر السلام علیک ایہا النبی
عرض کرنے کی نعمت سے بہرہ ور ہو جاتا ہے جیسا کہ علامہ امام
عبدالوہاب شعرائی علامہ ابن حجر عسقلانی علامہ عینی علامہ
قسطلانی علامہ زرقانی علامہ عبدالحمید و علامہ عبدالحمیدی
لکھنوی اور مخالفین کی مقتدر شخصیات مولوی شبیر احمد عثمانی
دیوبندی ریٹونڈی تبلیغی جماعت کے امام مولوی ذکریا اور
مولوی ظہور الباری دیوبندی کے اقوال سے ثابت ہوا۔

تیسرا فائدہ :-

نورانیّت و حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ
والسّلام کا ہر ذرّہ کائنات اور نمازیوں کی ذات میں موجود ہونا
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت و نورانیّت ذرات کائنات
اور ہر نمازی کی ذات ہر فرد ممکنات میں جاری و ساری ہے۔

حقیقت و روحانیتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی
زمان و مکان خالی نہیں۔ شعر:-

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

(صلی اللہ علیہ وسلم)

حقیقتِ محمدیہ کا موجوداتِ عالم میں جاری و ساری ہونا
اور ذواتِ مصلّین میں اس کی جلوہ گری اور اسی بنا پر التحیات
میں السّلام علیک ایہا النبی کہنے کا حکم دیا جانا یہ ایسا روشن
مسئلہ ہے جس کی تصریح بکثرت علماءِ محدثین و علماءِ محققین نے اپنی
تصانیف میں ارقام فرمائی ہے۔ حضراتِ علمائے راسخین نے اس
تفسیرِ مضمون کو اپنی تصانیف میں ارقام فرما کر اہل سنت پر احساناً
عظیم فرمایا۔

ان میں سے چند حوالے پہلے لکھے جا چکے ہیں جیسا کہ امام اعظم
قاضی عیاض مدد علی قاری حنفی امام شافعی ابن حجر ہیثمی
امام غزالی شیخ عبدالحق دہلوی شاہ ولی اللہ دہلوی مولانا
عبدالحلیم و عبدالحسنی لکھنوی اور غیر مقلدین کے امام نواب صدیق
حسن بھوپالی کے اقوال سے روز روشن کی طرح واضح ہوا۔

یہ تو تھا فائدہ

حیاتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ دلیل

قیامت تک ہر غازی مسلمان کو اس طرح نداء و خطاب
کے ساتھ سلام پیش کرنے کا حکم دیا جانا اور مذکورہ اقوال

کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کر کے آپ پر سلام
 عرض کرنا مسئلہ حیاتِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اظہر من الشمس
 کرتا ہے ورنہ اس طرح سلام پڑھنا بے سود قرار پائے گا۔ نیز
 احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ صلوٰۃ و سلام بارگاہِ مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ جاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر امتی
 کے سلام کا جواب بھی عنایت فرماتے ہیں جیسا کہ بے شمار احادیث
 میں ہے نیز اسی پر امت کا اتفاق ہے تو درود و سلام پہنچنا اور
 سلام کا جواب عنایت فرمانا اسی صورت میں صحیح قرار پائے گا کہ
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم بحیاتِ حقیقی جسمانی حیات ہوں اور درود شریف
 کی احادیث میں صراحت کے ساتھ ہے کہ وصال کے بعد بھی درود
 پیش ہوتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر نبی قبروں میں زندہ
 ہیں۔

ان مذکورہ تصریحات کے علاوہ حیاتِ انبیاء و اولیاء پر
 ہزار ہا نقلی و عقلی دلائل قرآن و حدیث اقوال صحابہ و اجماع امت
 سے پیش کی جاسکتی ہیں جن کو طوالت سے بچنے کی خاطر یہاں اس

مختصر رسالہ میں ہم لکھنا مناسب نہیں سمجھتے۔

‡ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشمِ عالم سے چھپ جائیو الے

‡ وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہو تو کچھ نہ ہو

جان ہے وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

یا پخواں فائدہ

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا)

جب یہ ثابت ہوا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن حرم الہی میں جلوہ گر رہتے ہیں تو حرم حق تعالیٰ کسی زمان یا مکان کا محتاج نہیں یعنی مشرق میں ہو یا مغرب میں، شمال میں ہو یا جنوب میں، فضا میں ہو یا ہوا میں، بر میں ہو یا بحر میں سفر میں ہو حضر میں۔ زمین کے کسی گوشے پر ہو یا پہاڑ کی چوٹی پر یا ریت کے ٹیلے پر۔ دن میں ہو یا رات میں۔ جہاں کہیں نمازی نے نماز کی نیت باندھی فوراً دربار خداوندی میں حاضر ہو گیا اور جب وہ حرم ذات میں پہنچا تو حبیب کی حرم میں حبیب کو حاضر پایا یعنی اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ملے جس سے یقیناً اور لازماً ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور پھر علماء کا یہ ارشاد کہ ہر فرد ممکنات اور ہر ذرہ موجودات میں حقیقت محمدیہ (عالی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ) سراپت کئے ہوئے ہیں اور نمازیوں کی ذات میں حاضر و موجود ہیں۔

اس قول نے تو سارے شکوک و شبہات رفع دفع کر دیئے نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بصیغہ خطاب پکارنا اور السلام علیک ایہا النبی کہنا اسی اصل عظیم پر مبنی ہے اور یہ اصل عظیم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی ایسی روشن اور قوی دلیل ہے جس کا انکار کسی گمراہ اور کور باطن کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں کر سکتا۔

وَبِاللَّهِ الْحَمْدُ :- اب منکرین یا تو ثابت کرویں کہ حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام خالق کے حریم حق سے دور ہیں اور حقیقت
 محمدیہ کا ہر فرد ممکنات اور ہر ذرہ کائنات میں سرایت کرنے
 کا قول غلط ہے اور اعلان کر دیں کہ مذکورہ تمام محدثین بزرگانِ دین
 سلف صالحین فقہاء و علماء امت اور خود ہمارے اکابر کے
 اقوال مبنی بر شرک ہیں اور یہ سب کے سب مشرک تھے یا حضور
 علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر مان جائیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ منکرین میں کونسا مرد میدان ہے جو مذکورہ
 باتوں میں سے کسی ایک کا اعلان کرتا ہے۔

نوٹ :- بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر
 ہونے کے مفہوم سے ناواقف ہونے کے بناء پر مسئلہ حاضر و
 ناظر کا انکار کرتے ہیں اور مسلکِ اہل سنت و جماعت کے
 عقیدے پر طرح طرح کے الزامات لگا کر غضبِ خداوندی
 کو دعوت دے دیتے ہیں لہذا میں تمام تر دلائل سے کنارہ کشی
 کرتے ہوئے مختصر الفاظ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر
 و ناظر ہونے کا مفہوم لکھ دیتا ہوں شاید کسی کی ہدایت کا سبب
 بنے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے جو لفظ حاضر و ناظر بولا جاتا
 ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 بشریتِ مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے بلکہ اس کے
 معنی یہ ہیں کہ جس طرح روح اپنے بدن کے ہر جزء میں موجود ہوتی

سے اسی طرح رُوحِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقتِ منورہ
ذراتِ عالم کے ہر ذرہ میں جاری و ساری ہے۔

_____ یعنی حضور پر نور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی روحانیت و نورانیت کے ساتھ کائنات کے ہر ذرے میں
موجود ہیں اور ساری کائنات ہر فرد ممکنات فخر موجودات صلی اللہ
علیہ وسلم کے نورِ مقدس سے منور ہے۔ اس کی آسان عام فہم مثال
یوں سمجھ لیں کہ جس طرح سورج آسمان پر ہی ہوتا ہے مگر اس کی شعاعیں
ہر خطے کو روشن کرتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وجودِ مبارک کے
ساتھ مدینۃ المنورہ گنبدِ خضریٰ ہی میں ہیں لیکن اپنے انوار سے
زمین و آسمان کو منور فرما رہے ہیں۔

بس یہی مقصد ہے حاضر و ناظر کا اور اسی پر مذکورہ آئمہ
محدثین علمائے اُمت کے اقوال شاید عادل ہیں اور اسی پر ان کے
علاوہ بے شمار قرآنی آیات احادیث اور اقوال صحابہ و بزرگانِ دین
مفسرینِ محدثین اور خود اکابرِ مخالفین کے اقوال دلالت کرتی ہیں،
جن سے کوئی صحیح العقیدہ اور منصف مزاج عاقل مسلمان انکار
نہیں کر سکتا۔ ع:

لا مَکَانَ تَک اُجَلا لَہِ جِس کا وہ ہے

ہر مَکَانَ کا اُجَلا ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

ع: آنکھوں میں ہیں لیکن مثلِ نظریوں دل میں ہیں جیسے جسم میں جان
ہیں مجھ میں لیکن مجھ سے نہاں اس شان کی جلوہ نمائی ہے۔

پچھٹا فائدہ

د قرب خداوندی اور عبادت کی قبولیت وسیلہ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

گذشتہ صفحات میں دلائل و براہین سے واضح ہوا کہ
نمازی جب نماز میں حرم حق تعالیٰ کی حاضری سے مشرف ہو جاتا
ہے تو اُسے اس بات کی تنبیہ کی جاتی ہے کہ بارگاہ رب العزت
میں اُسے جو شرفِ باریا حاصل ہوا ہے یہ سب نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے وسیلہ اور آپ کی متابعت کی برکت سے ہے۔ نمازی
اس حقیقت سے باخبر ہو کر عرض کرتا ہے السلام علیک ایہا
النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جیسا کہ علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی،
علامہ قسطلانی، علامہ زرقانی، علامہ عبدالحی لکھنوی اور مولوی شبیر احمد عثمانی،
مولوی ذکریا اور مولوی ظہور الباری دیوبندی کے اقوال رکھے
جا چکے ہیں۔ جن سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کے وسیلہ کے بغیر قرب خداوندی ممکن نہیں۔

وسیلہ کے منکر سوچیں کہ بغیر وسیلہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے تمہارا توحید پر ایمان کا دعویٰ اور تمہاری نماز یا اور کسی عبادت
کا کیا حال ہوگا۔

سچ فرمایا علامہ اقبال مرحوم نے کہ
بمصطفیٰ برسوں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر با و نرسیدی تمای بولہبی است

سائواں فائدہ

نداء و خطاب کے ساتھ پکارنا

السلام عليك میں "کاف" ضمیر خطاب ہے جو حضوری اور قرب پر دلالت کرتا ہے اور ایہا النبی میں حرف "نداء" یعنی یا محذوف ہے۔ حرف نداء سے منادی کو متوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے (دیکھو! کافیہ میں منادی کی بحث) یعنی نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرتے وقت آپ کو حاضر و ناظر سمجھ کر خطاب و نداء کے ساتھ پکار کر عرض کرے السلام عليك ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ یعنی اے غیب کی خبریں دینے والے (نبی!) آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔

اور گذشتہ اوراق میں دلائل وحوالہ جات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ نمازی ان الفاظ کو صرف حکایت سمجھ کر نہ کہے بلکہ ان کے مرادی اور مطلوبہ معانی کا قصد کر کے پڑھے جس سے یہ مسئلہ اظہر من الشمس ہوا کہ جب عظیم ترین عبادت نماز میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھ کر مخاطب کرنا اور پکارنا جائز بلکہ واجب ہے تو نماز کے باہر بھی بدرجہ اولیٰ جائز ہے کیونکہ جو قول و فعل خارج نماز میں ناجائز و حرام ہو تو وہ نماز کا جزو نہیں ہو سکتا..... لہذا نداءے یا رسول اللہ! - یا نبی اللہ - یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور السلام عليك ایہا النبی جیسا الصلوٰۃ والسلام عليك یا رسول اللہ کہنا، لکھنا جائز ہے اگر اس طرح پکارنے کو شرک یا بدعت کہا جائے تو ہے کوئی مائی کا

لال جو اس شرک سے کسی نمازی مسلمان کو بچا سکے صحابہ کرام سے لیکر آج تک اور قیامت تک ثامی اہل سنت مسلمہ چاروں مذاہب کے آئمہ و مقلدین سب کے سب اس شرک و بدعت کے زمرے میں آتے ہیں۔

افسوس صد افسوس کہ اس شرک اہل بدعت کھنی کے فتوؤں سے صحابہ کرام سے لیکر قیامت تک کوئی نمازی مسلمان بھی بچ نہ سکا۔ نعوذ باللہ من ذالک :

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یاد سولہ اللہ کی کثرت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا!
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

آٹھواں فائدہ

نمازی حریم حق تعالیٰ میں پہنچ کر شرفِ معراج سے مشرف ہو جاتا ہے

گذشتہ اوراق میں علماء متقدمین کے اقوال سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نمازی نماز میں حریم حق تعالیٰ میں حاضری کے شرف سے مشرف ہو جاتا ہے۔ کتنا خوش نصیب ہے نمازی مسلمان کہ جیسے ہی وہ نماز کی نیت کرتا ہے تکبیر تحریمہ کے ساتھ دنیوی کام اس پر حرام ہو جاتے ہیں اور وہ ہاتھ اٹھا کر گویا کہ اعلان کرتا ہے کہ میں نے دونوں جہان سے ہاتھ اٹھائے، پھر وہ نماز میں اپنی حیثیت کے مطابق معراج سکا

شرف حاصل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کا کلام کرتا ہے اپنے ایمان اور مقام کے مطابق انوارِ الہی و رحمتِ الہی سے بہرہ ور ہو جاتا ہے، عوام اپنی نماز کے مطابق حصّہ پاتے ہیں خواص اپنی مخصوص اندازِ عبادت کے مطابق۔

بہر حال نماز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح تقدیس تہلیل حمد و ثناء پڑھ کر بدن کے ہر ہر عضو کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید اور معبودیت کا اقرار کر کے عبادت کے تحفے پیش کرتا ہے۔

آخر میں السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ كَبِهَ كَرُغُوبَا كِه اس جہان میں واپس آ کر سلام کرتا ہے اور یہی مومنوں کی معراج ہے اور یہی شبِ معراج کا تحفہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا: الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ؛ " نماز مومنوں کی معراج ہے "۔

سے جلوہ ہے خاص رحمتِ حق کا نماز میں

انوارِ قدس کا ہے نظارہ نماز میں

جب ہاتھ اٹھائے باندھ لی نیت تو یوں سمجھ

دونوں جہاں سے ہاتھ اٹھایا نماز میں

مولیٰ سے اپنے ملتا ہے بندہ نماز میں

اٹھ جاتا ہے جدالیٰ کا پردہ نماز میں

آہنچا خاص اپنے شہنشاہ کے حضور

جب بندہ ہاتھ باندھ کے آیا نماز میں

بیدک! نماز کیوں نہ ہو معراجِ مؤمنین

پاتا عروج و قرب ہے بندہ نماز میں

نواں فائدہ

نمازی بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جاتا ہے

نمازی حریمِ حق تعالیٰ میں جب حاضر ہوتا ہے تو آپ نے گذشتہ اوراق میں یہ بھی پڑھا کہ حریمِ الہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جلوہ گر ہوتے ہیں نمازی اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کے تحفے پیش کرنے کے ساتھ ساتھ سرکار کے حضور میں سلام کا نذرانہ پیش کرتا ہے تو نمازی کی دوری تو شکیبائی یہ کہ بارگاہِ صمدی کے قرب کے ساتھ ساتھ قرب بارگاہِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی لذت بھی پالیتا ہے اور سرکار کے حضور میں سلام کا نذرانہ پیش کر کے حضوری کے اس خاص موقع پر اپنی اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں کی سلامتی کی دعا کرتا ہے ان الفاظ کے ساتھ

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ :

پھر اللہ عزوجل اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین اس قدر رموز و قرب کا مشاہدہ کر کے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معبودیت و وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور خاص عہدیت کی گواہی دیتا ہے۔ بہر حال نمازی کو فضلِ خداوندی اور رحمتِ مصطفوی کی خاص عنایتیں نصیب ہو جاتی ہیں۔

اے اللہ رب العزت! اپنے اس محبوب بے مثال کے صدقے

ہمیں ان عذابتوں و رحمتوں میں سے خاص حصّہ نصیب فرما۔ آمین

دسواں فائدہ

نمازی کو درود و سلام کی تمام فضیلتیں نصیب ہوتی ہیں

نماز کے تشہد میں السلام علیک ایہا النبی پڑھا جاتا ہے پھر تشہد کے بعد درود ابراہیمی شریف پڑھا جاتا ہے دونوں کے ملنے سے درود و سلام کا مکمل مجموعہ بن جاتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے فرمانِ عالی شان کی مکمل تکمیل ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ط ۲۲ ع

ترجمہ: اے ایمان والو! اس نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود اور

خوب سلام بھیجو! ”

اس آیت کریمہ میں صلوة اور سلام دونوں کا حکم دیا جا رہا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف وہی مکمل ہے جس کے ساتھ سلام کا کوئی صیغہ ہو۔ تشہد میں سلام اور تشہد کے بعد درود ابراہیمی پڑھنے سے حکم ربّانی کی مکمل تکمیل ہو جاتی ہے۔ ... تہذ

(۱) صَلُّوا میں درود اور سَلِّمُوا میں سلام کا حکم ہے لہذا ہر وہ درود پڑھنا بہتر ہے جس میں صلوة اور سلام دونوں ہوں تاکہ آیت کی پوری تکمیل ہو اور درود اور سلام کی الگ الگ فضیلتیں مکمل حاصل ہوں مثلاً: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ يَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط وغیرہ

اللہ تعالیٰ اہل جنت کے متعلق ارشاد فرماتا ہے

(فَسَلِّمْ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْمِيمِ ط. - پ ۲۷ ص ۱۶)

یعنی اے محبوب! تم پر سلام ہے داہنی طرف والوں سے (یعنی جنتیوں سے) اس کا اظہار ہو جاتا ہے۔

لہذا نمازی کو نماز کی دیگر بے شمار فضائل و برکات کے ساتھ

ساتھ درود و سلام کی بے شمار و لاتعداد فضیلتیں جتنی بھی احادیث

و آثار میں آئی ہیں وہ تمام فضائل و برکات و ثمرات بھی حاصل ہو جاتے

ہیں مثلاً حکم ربانی کی تعمیل کا ثواب اور ایک درود و سلام پر دس

رحمتوں کا نزول دس درجوں کی بلندی، دس گنا ہوں کی معافی درود

و سلام کی کثرت پر شفاعت اور قیامت میں قربتِ محمدی صلی اللہ علیہ

وسلم کی بشارت نہز جنت اور پھر جنت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کی رفاقت وغیرہ وغیرہ۔ نہز ہر سلام کے بدلے میں نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کی جانب سے سلام کا جواب آتا ہے اور درود و سلام

پڑھنے والے کا نام اور اس کے باپ کا نام بارگاہ رسالتِ نبوی صلی

اللہ علیہ وسلم میں خیر کے ساتھ فرشتے لیتے ہیں یعنی عرض کرتے ہیں کہ یا رسول

اللہ! فلاں بن فلاں نے آپ پر درود و سلام پڑھا ہے۔

یہ ایسی فضیلتیں ہیں کہ اس سے بہتر اور شرف و سعادت کا

کوئی مقام نہیں ہو سکتا۔ سرکار کی کرم نوازی اور صفتِ رءوفی

و رحیمی کا یہ عالم ہے کہ اپنے غلاموں کے ہر سوال پر جواب عنایت

فرماتے ہیں ورنہ اگر تمام عمر کے سلاموں کا ایک جواب آوے سعادت

ہے چہ جائیکہ ہر سلام کا جواب آوے۔

اسی لئے عاشقِ رسول حضرت مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ
بارگاہِ اقدس میں عرض کرتے ہیں کہ

۷ صد سلامت می فرستم ہر دم اے فخرِ کرام
جو کہ آید یک علیکم در جوابِ صد سلام

(کلیاتِ جامی ص ۱۸)

ترجمہ :- اے کریموں کے فخر میں تیری بارگاہ میں سو (۱۰۰) سلام
بھیجتا ہوں اس امید پر کہ سو (۱۰۰) سلاموں کے جواب میں ایک
(علیکم) "جواب" آئے۔

اور شیخ محقق علی الاطلاق حضرت علامہ عبدالحق محدث دہلوی
بارگاہِ نبوی میں عرض کرتے ہیں کہ

۷ بہر سلام مکن رنجہ در جوابِ آل لب
کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

۲۲۸
(اشعة اللمعات جلد ۱ ص ۱۱۱ مدارج النبوة ج ۱)

ترجمہ :- اپنے نازک لبوں کو میرے ہر سلام کے جواب کے ساتھ زحمت
نہ دیجئے مجھے تو اپنے سو (۱۰۰) سلاموں پر آپ کا صرف ایک جواب کافی
ہے۔

پھر حضور کی بارگاہ میں درود و سلام پڑھنے والے کا نام جو
پیش ہوتا ہے یہ سعادت بر سعادت ہے۔ امام سخاوی اسی غرض
کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

كَفَى بِالْعَبْدِ شَرَفًا أَنْ يَدُكُرَ اسْمَهُ بِالْخَيْرِ
بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: القول البديع
ص ۱۵۹

ترجمہ: "کسی بندے کی شرافت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خیر کے ساتھ ذکر کیا جائے۔"

درود و سلام کی مذکورہ تمام فضیلتیں احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ بے حساب برکتیں و رحمتیں ہیں جن کو طوالت سے بچنے کی خاطر نہیں لکھ سکتا۔ یہ تمام فضائل درود و سلام نمازی خوش نصیب کو نصیب ہوتے ہیں۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ ذَٰلِكِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ : ط
وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ : ط

گیارہواں فائدہ

نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا آپ کی خصوصیت ہے۔ نماز میں کسی کے ساتھ سلام کلام کرتے کسی کو مخاطب کر کے پکارنے اور آواز دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے خواہ وہ کوئی بھی ہو لیکن سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہی نرالی ہے کہ آپ کو نماز میں مخاطب کر کے سلام عرض کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے اور آپ کو سلام بطورِ خطاب عرض کرنے اور آپ کو پکارنے کے بغیر نماز ناقص رہتی ہے محدثین محققین اور فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ

یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے۔

جیسا کہ شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں

”و در خطاب السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ دو سوال

کردہ اند۔ یکی آنکہ خطاب کردن بہ بشر در نماز منہی عنہ است و

مفسدِ اوست و جواب دادہ اند کہ از خصائصِ اوست صلی اللہ

علیہ وسلم“ (مدارج النبوۃ ج ۱۔ ص ۳۶۵)

ترجمہ:- ”السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کے خطاب میں دو

سوال کئے ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ نماز میں انسان کو خطاب کرنا

منع ہے اور نماز کو فاسد کرنے والا ہے تو علماء نے اس کا جواب

دیا ہے کہ یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے

ہے اسی طرح حضرت علامہ عبدالحئی لکھنوی فرماتے ہیں کہ

خِطَابُ بَشَرِي الصَّلَاةِ مُفْسِدٌ لَهَا وَقَدْ عَصَّ عَنْهُ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ خُوطِبَ بِالسَّلَامِ كَذَا ذَكَرَهُ

الْبَيْضاوِيُّ فِي شَرْحِ الْمَصَابِيحِ - (السَّعَايَةِ فِي كَشْفِ مَا فِي شَرْحِ الْوَقَايَةِ

ج ۲۔ ص ۲۲۷)

ترجمہ: ”نماز میں کسی بشر کو خطاب کرنا نماز کو فاسد کرتا ہے اور تحقیق

خاص ہے اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جبکہ آپ سلام

کے ساتھ مخاطب کئے جاتے ہیں اسی طرح ذکر کیا اس کو بیضاوی

نے شرح مصابیح کے اندر۔“

خصوصیت کی وجہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نماز میں نداء و خطاب کے ساتھ پکار کر سلام کا حکم ہونے اور اس سے نماز کے فاسد ہونے کی بجائے کامل و اکمل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حرم حق تعالیٰ میں ضرور حاضر ہیں کیونکہ غیر اللہ سے نماز میں سلام کلام کرنا اس لئے نماز کو فاسد کرتا ہے کہ جب غیر سے خطاب ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے دربار سے اعراض ہوگا اور ذاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ حق تعالیٰ میں ایسے محو ہیں کہ اُن کو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہنے اور اُن کی طرف توجہ کر نیسے روگردانی کا احتمال ہی نہیں رہتا بلکہ جو اُن کے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہنے سے اعراض کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو قطعاً قبول نہیں فرماتا، خواہ وہ اپنی نماز میں خشوع و خضوع قرأت و قیام اور رکوع و سجود میں کتنا ہی اہتمام کیوں نہ کرے خواہ کتنا ہی اپنی پیشانی زمین پر کیوں نہ رگڑے، کتنے ہی کالے داغ اور نشان کیوں نہ بنائے۔

سبح فرمایا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا
فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ص۔

ذکرِ خدا جو اُن سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکرِ حق نہیں کبھی سقر کی ہے
بے اُن کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے (حدائق)

بارہواں فائدہ

دور و نزدیک سے یکساں سنتنا

یہ لوگ قصدِ سلام کا انکار بالخصوص اس بناء پر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب اور بعید سے ہر نمازی کا سلام نہیں سنتے اس لئے نماز میں جب اَسْلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کہا جائے تو انشاءً قصدِ سلام نہ کرے بلکہ شبِ معراج جو اللہ تعالیٰ نے سلام کیا تھا اس سلام کی نقل و حکایت کرے چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے شاگرد مولوی حسین علی واں بھروی لکھتے ہیں کہ

واگر نہ تو لفظ أَيُّهَا النَّبِيُّ سے تہجیۃ میں نماز فاسد ہو جائیگی۔ (تفسیر بلغة الحیوان ص ۳۳۷) یعنی اگر نماز میں اَسْلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نداء و خطاب کا خیال کیا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔

یہ قول مردود کہ حضور کے خیال سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کی بیخ کنی تو آپ آخری فائدہ میں ملاحظہ فرمائیے۔ یہاں مقصود واں۔ بھروی کا یہ عقیدہ بتانا ہے کہ نداء و خطاب کے خیال سے پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ

..... "اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے کہ نَبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ خود خطاب سلام کا سنتے ہیں وہ کفر ہے خواہ اَسْلَامُ عَلَيْكَ کہے یا اَسْلَامُ عَلَى النَّبِيِّ کہے اور جس کا عقیدہ یہ ہے کہ سلام و صلوة آپ کو پہنچایا جاتا ہے ایک جماعت ملائکہ کی اس کام کے واسطے

مقرر ہے جیسا احادیث میں آیا ہے تو دونوں طرح پڑھنا مباح ہے۔“

پس بعد اس کے سُنو کہ اگر ابن مسعود نے بعد وفات شریف کے صیغہ بدل دیا تو کوئی حرج نہیں کسی مصلحت کو یہ کیا ہوگا اور جو اصل تعلیم کے موافق پڑھا جائے جب بھی حرج نہیں کہ مقصود حکایت ہے۔ الخ۔ (فتاویٰ الرشیدیہ ص ۲۱۶)

مذکورہ عبارت میں یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سلام سُنتے ہیں تو یہ عقیدہ کفریہ ہے اور تشہد میں صرف حکایت ہے۔ (العیاذ باللہ)

معزز ناظرین! آپ نے گذشتہ اوراق میں پڑھا کہ نمازی عین نداء و خطاب اور قصد سلام کر کے پڑھے لیکن افسوس کہ دیوبندیوں کے قطبِ عالم اور ان کے بقول امام ربانی کو اتنی بے شمار دلائل و براہین نظر نہیں آئیں یا قصداً ترک کر کے اللہ واحد قہّار کے غضب و عذاب کو دعوت دی ہے۔

اس عقیدے کی پہلی بنیاد ہی غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود صلوة و سلام نہیں سُنتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قوت اور قدرت عطا فرمائی ہے کہ ظاہری زندگی میں بھی اور بعد از وصال بھی دور و نزدیک یکساں سُنتے ہیں البتہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دئے بغیر حضور کے سماع کا عقیدہ رکھنا باطل اور شرک ہے اور یہ بات صرف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے

کسی بھی شخص کے بارے میں یہ عقیدہ ہو کہ وہ از خود سنتا ہے خواہ
تذدیک ہو یا دور تو یہ شرک ہے۔

بے شمار حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں ان میں سے چند ملاحظہ
ہوں۔ حدیثِ قدسی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جب میں کسی بندے
کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کی یہ شان ہو جاتی ہے

فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ
وَيَدَاكَ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا۔ (صحیح
البخاری ج ۲ ص ۹۶۳۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۷)

ترجمہ :- کہ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے
اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس
کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پیر ہو جاتا
ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔“

اسی حدیث پاک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام فخر الدین
رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔

وَكَذَلِكَ الْعَبْدُ إِذَا وَاطَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ ذَلِكَ النُّورَ
الْمُقَامَ الَّذِي يَقُولُ اللَّهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا فَإِذَا صَارَ
نُورُ جَلَالِ اللَّهِ سَمْعًا سَمِعَ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ
ذَلِكَ النُّورَ بَصَرًا لَمْ يَرَى الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ
النُّورَ يَدًا لَمْ يَدْرَعْ عَلَى الثَّرِيفِ فِي الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيدِ

وَالْقَرِيبُ - (تفسیر کبیر ج ۵ - ص ۴۶۷)

ترجمہ :- جب بندہ مسلسل عبادت کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس بندہ کی آنکھیں اور کان ہو جاتا ہوں اور جب اللہ تعالیٰ کا نور اس کے کان ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کو ایک جیسا سنتا ہے اور جب وہ نور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور بعید کو یکساں دیکھتا ہے اور جب وہ نور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان دور و نزدیک کے تصرف پر یکساں قادر ہو جاتا ہے۔

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی اس حدیث کی شرح میں لکھتے

ہیں :-
فَإِنَّهُ إِذَا صَحَّ لِلشَّجَرَةِ أَنْ يَنَادِيَ فِيهَا بِأَلِيٍّ أَنَا اللَّهُ فَمَا بَالُ الْمُتَقَرِّبِ أَنْ لَا يَكُونَ اللَّهُ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ كَيْفَ وَابْنُ آدَمَ الَّذِي خُلِقَ عَلَى صُورَةِ الرَّحْمَنِ لَيْسَ بِأَدْنَى مِنْ شَجَرَةِ مُوسَى عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - (فيض الباری شرح صحیح بخاری ج ۲ - ص ۴۲۹)

ترجمہ :- جب درخت سے اے انا اللہ (میں اللہ ہوں) کی آواز آسکتی ہے تو جو شخص مسلسل عبادت کر کے قرب الہی حاصل کر چکا ہو تو کیونکر اللہ تعالیٰ اس کی آنکھیں اور کان نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ ابن آدم جو صورتِ رحمن پر پیدا کیا گیا ہے کسی طرح بھی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درخت سے کم نہیں۔
مذکورہ حدیث قدسی اور اس کی شرح جو امام فخر الدین رازی

اور مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے کی ہے اس سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ

جب کسی کو اللہ تعالیٰ محبوب و مقرب بنا لیتا ہے تو اس بندے کی اپنی صفات محو ہو جاتی ہیں اور وہ صفات الہی کا مظہر ہو جاتا ہے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفت سماعت سے سنتا صفت بصارت سے دیکھتا صفت قدرت سے تصرف کرتا ہے۔ تو اس کے لئے قریب و بعید مشکل اور آساں یکساں ہو جاتے ہیں غور کا مقام ہے کہ جب عام محبوبانِ حق کا یہ مقام ہے تو سیدہ المحبوبین سید المقربین رحمة اللعالمین نور من نور رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا کیا عالم ہوگا؟

یہ شان ہے خدمتگاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا؟۔
لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت سماعت کا انکار درحقیقت اس حدیثِ قدسی کا انکار ہے۔

(خادم در بیان فرشتے کی قوت سماعت)

علامہ امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی نے "القول البديع" کے اندر ایک حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

إِنَّ لِلَّهِ مَدَا عَطَاةَ أَسْمَاءِ الْخَلَائِقِ فَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِي إِذَا مِتُّ فَلَيْسَ أَحَدٌ يُصَلِّي عَلَيَّ صَلَاةً إِلَّا قَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى عَلَيْكَ فَلَانَ ابْنُ فَلَانَ قَالَ فَيُصَلِّي

الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى ذَالِكَ بِكُلِّ وَابِدَةٍ عَشْرًا
(القول البليغ في الصلاة على الحبيب الشفيع ص ۷۷)

ترجمہ :- بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کی آوازیں سُننے کی طاقت عطا کی ہے وہ فرشتہ میری قبر کھڑا ہوگا جب میں انتقال کر جاؤنگا پس جو کوئی بھی مجھ پر درود پڑھے گا تو وہ کہیگا یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں جو فلاں کا بیٹا ہے اُس نے آپ پر درود پڑھا ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ اس پر ایک درود کے بدلے میں دس رحمتیں بھیجتا ہے۔

اسی روایت کو مولوی ذکریا نے "فضائل اعمال" باب (فضائل

درود) میں درج کی ہے۔

اب آپ اندازہ لگائیں کہ جو فرشتہ خادمانہ غلامانہ حیثیت سے دریاری بن کر کھڑا رہے اُس کی قوتِ سماعت کا یہ عالم ہے کہ درود شریف پڑھنے والا دور ہو یا نزدیک مشرق میں ہو یا مغرب میں شمال میں ہو یا جنوب میں عرب میں ہو یا عجم میں جہاں کہیں بھی ہو اُس کی آواز قبر پاکِ نبوی پر کھڑا کھڑا سُنتا ہے تو صاحبِ مزار حبیبِ پروردگار نبی و ملائک و خلایق کے سردار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ سماعت کا عالم کیا ہوگا؟

یقیناً اس دربانِ فرشتے کی قوتِ سماعت سے ہزار ہا درجہ

زیادہ ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ القیوم اسی لئے فرماتے ہیں۔

۶۔ اے ہزاراں، جبریل اندر بے شر
بہر حق سونے غریباں یک نظر

(مثنوی شریف)

کوئی بھی سلیم العقل انسان اس عقیدے کو تسلیم نہیں کر سکتا
کہ وہ دربان تو ساری مخلوق کی آواز سنے لیکن آقا صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے غلاموں کا درود شریف نہ سُنیں نہ وہ فرشتہ ہر درود خواں کے
نام اور اس کے باپ کے نام کو بھی جانتا ہے۔ وہ عرض کرتا ہے کہ
آقا! آپ پر فلاں بن فلاں نے درود پڑھا ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ درود پڑھنے والا درود پڑھنے سے پہلے تو نام
اور ولایت کا تذکرہ نہیں کرتا کہ میں فلاں فلاں کا بیٹا درود پڑھ رہا
ہوں۔

معلوم ہوا کہ وہ فرشتہ ساری مخلوق کو جانتا ہے اُن کے نام اُن
کے باپوں کے نام ان کی کیفیتوں سے آگاہ ہیں خادم، غلام، دربان
کے علم و سماعت کا یہ عالم ہے تو شہنشاہ کونین سید الثقلین جد
المستنین صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و سماعت کا اندازہ کون لگا سکتا
ہے؟ ۶: یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا؟
یہ تو خدمت گاروں اور غلاموں کی شان تھی اب ملاحظہ ہوں چند
دلائل جن سے بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت سماعت کا
اظہار و اثبات ہو سکے۔

ابن قیم جوزیہ طبرانی کی سند کے ساتھ حضرت ابودرداء رضی اللہ
عنه سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ
 قُلْنَا وَبَعْدَ وَقَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَقَاتِي إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ
 عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ جَلَاءَ الْأَفْهَامِ
 فِي الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيَّ خَيْرَ الْأَنْامِ ص ۶۳ :-

ترجمہ :- کوئی شخص مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر اس کی آواز مجھے
 پہنچتی ہے خواہ وہ کہیں ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ آپ کے وصال کے
 بعد بھی۔ فرمایا کہ میرے وصال کے بعد بھی۔ اللہ نے زمین پر انبیاء
 کے جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔

ابن قیم امام الوبابیہ ابن تیمیہ کے استاد ہیں ان کی زبانی بھی
 حدیث سے ثابت ہوا کہ درود و سلام صرف حضور پر فرشتے پیش
 نہیں کرتے بلکہ درود کی آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے
 فرشتوں کا پیش کرنا خادمانہ حیثیت سے ہے۔ اس سے یہ قطعاً
 ثابت نہیں ہوتا کہ آپ سُنْتے نہیں اس لئے پیش کیا جاتا ہے اگر پیش
 ہونا عدم علم یا عدم سماعت کی دلیل ہے تو اسی "جلاء الافہام" میں
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 حدیث مروی ہے کہ فرشتہ درود پڑھنے والے کا درود بارگاہ الہی میں
 لیکر جاتا ہے پھر بعد میں رب العالمین کے فرمان کے مطابق بارگاہ نبوی
 میں پیش کرتا ہے۔ دیکھو "جلاء الافہام" ص ۶۱ :-

دلائل قویہ سے ثابت ہے کہ بندوں کے اعمال فرشتے اللہ تعالیٰ
 کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اب سارے دیوبندی، نجدی، وہابی
 غیر مقلد پنج پیری بل کر جواب دیں کہ اگر پیش ہونا عدم سماعت و عدم

علم کی دلیل ہے تو بارگاہِ رب العزت میں درود اور اسی طرح دیگر بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر علیم وخبیر و قدیر بھی نہیں سنتا۔

﴿ رہیں عقل و دانش بیاید گریست ﴾

یہ ہیں ان کے اصول و قواعد جن سے اللہ تعالیٰ کی صفات کا بھی انکار ہو جاتا ہے (دلائل الخیرات شریف کا حوالہ)

دلائل الخیرات شریف درود پاک کی نہایت مستند کتاب ہے، اس کو عرصہ دراز سے بڑے بڑے مشائخ اور اصحاب طریقت بطور وظیفہ پڑھتے رہے ہیں اور اب بھی اہل طریقت کے وظائف میں اس کا اعلیٰ مقام ہے مخالفین کے اکابر اس کو وظیفہ کے طور پر پڑھتے تھے اور اس کی فضیلت اس کے مصنف امام الدہروئی کا مل قطب زمان غوثِ دوران حضرت علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سلیمان جزوی رضی اللہ عنہ کی بزرگی اور علمیت و کرامات کے معترف تھے جیسا کہ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی تصنیف «امداد المشتاق» میں لکھتے ہیں کہ حضرت حاجی صاحب (امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ فقیر نے اپنی عادت کر لی ہے کہ سفر و حضر میں کلام اللہ شریف و دلائل الخیرات و مثنوی معنوی مولینا روم کو ضرور پاس رکھتا ہوں۔ (امداد- المشتاق ص ۳)

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ حضرت حاجی صاحب اکابرین دیوبند مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی قاسم نانوتوی ربانی دارالعلوم دیوبند، مولوی خلیل احمد۔ مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی

حسین احمد مدنی وعیزہ کے متفقہ پر و مرشد ہیں اور ان کے ظاہری و باطنی اقوال و افعال کو اپنے لئے حجت اور مشعلِ راہ سمجھتے ہیں جیسا کہ ان کی تصانیف سے ظاہر ہے۔

تو دیکھو حاجی صاحب دلائل الخیرات کو مستند اور متبرک سمجھ کر اپنے پاس بطور وظیفہ رکھتے تھے اور مریدین کو اسکے ورد کرنے کا حکم بھی دیتے تھے چنانچہ مولوی خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی رسالہ "المہند علی المفند" میں لکھتے ہیں کہ

تو ہمارے شیخ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے اور مولانا حضرت حاجی امداد اللہ شاہ مہاجر مکی قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل الخیرات کو روایت کرتے رہے اور مولانا گنگوہی بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے۔ (رسالہ المہند علی المفند ص ۲۵ "عربی" اردو)

اسی طرح مولوی اشرف علی تھانوی زاد السعید ص ۱۶ اور مولوی ذکریا تبلیغی نصاب باب فضائل درود شریف ص ۸۹ میں رقمطراز ہیں کہ مؤلف دلائل الخیرات کی قبر سے خوشبو مشک وغیر کی آتی ہے اور یہ سب برکت درود شریف کی ہے تو اتنی متبرک اور مستند اور مشائخ کرام کے وظائف کا مجموعہ کتاب کی روایت حدیث قابل تسلیم و حجت ہے۔ بلکہ اتنے جلیل القدر اور مسلم بزرگ کا ذاتی قول بھی اہل ایمان کیلئے کافی و وافی ہے۔

اب ملاحظہ ہو دلائل الخیرات شریف کے باب فضائل درود

کی آخری حدیث مبارکہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل محبت کا درود و سلام بگوش خود سماعت فرماتے ہیں اور ان کو پہچانتے بھی ہیں۔ حدیث شریف یہ ہے۔

قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ صَلَاةَ الْمُصَلِّينَ عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَأْتِي بِعَدَاكَ مَا حَا لُهُمَا عِنْدَكَ فَقَالَ أَسْمَحُ صَلَاةَ أَهْلِ مُحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ وَتُعْرَضُ عَلَيَّ صَلَاةَ غَيْرِهِمْ عَرَضًا — (دلائل الخیرات فصل فضائل درود شریف کی آخری حدیث ص ۳۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ خبر دیجئے ان لوگوں کے درود کا جو آپ سے غائب ہیں اور وہ جو آپ کے بعد آئیں گے، ان کا کیا حال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خود سن لیتا ہوں درود محبت والوں کا اور ان کو پہچانتا ہوں اور پیش کیا جاتا ہے مجھ پر درود غیر محبت والوں کا۔

اسی مذکورہ حدیث شریف کے تحت عالم باعمل زاید اہل علم

محمد سیف الدین دہلوی قدس سرہ لکھتے ہیں

قولہ اہل محبت یعنی آنا کہ درود فرستند بر من از روئے کمال محبت و غلبہ شوق بملاحظہ تعظیم و وقار و ظاہر این است کہ این درود گوید نزد قبر شریف وی صلی اللہ علیہ وسلم یا غائب از اں اگرچہ مسافت باشد

بیت:

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست

می بینمت عیاں و دعا می فرستمت

پس از محبتِ این جا کمالِ محبتِ مُراد است و اگرچہ اصل
محبتِ ہمہ مسلمانان را حاصل است زیرا کہ اصل آن لازم است اصل
ایمان را۔

قولہ و اعرفہم یعنی می شناسم اہل محبت را بسبب اتصالِ روحی و قربِ معنوی ایشان
باروحِ مقدّس وی صلی اللہ علیہ وسلم از جہتِ غلبہٗ محبت و کثرتِ درودِ بروی صلی اللہ علیہ
وآلہٗ وسلم۔ (مذرع الحسنات شرح دلائل الخیرات ص ۲۵)

ترجمہ :- سرکار کے فرمان اہل محبتی سے مُراد یہ ہے کہ وہ لوگ مجھ
پر کمالِ محبت و غلبہٗ شوق کے روء سے توظیم و وقار کا لحاظ رکھتے
ہوئے درود بھیجتے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ درود آپ کی قبر شریف
کے نزدیک کہے یا اس سے غائب اگرچہ مسافت ہو۔

شعور: کیونکہ عشق کی راہ میں نزدیکی اور دوری کا مرحلہ نہیں ہے
میں آپ کو ظاہراً دیکھتا ہوں اور دعا بھیجتا ہوں پس محبت سے اس جگہ
کمالِ محبتِ مُراد ہے۔ اگرچہ اصلِ محبت تو تمام مسلمانوں کو حاصل ہے
کیونکہ اصلِ محبت تو اصلِ ایمان کے لئے لازم ہے اور آپ صلی اللہ
علیہ وسلم کے فرمانِ اعرفہم سے مُراد یہ ہے کہ میں ان کو پہچانتا ہوں
بسبب اتصالِ روحی اور قربِ معنوی کے ان کا آپ کی روحِ مقدّس
کے ساتھ غلبہٗ محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرتِ درود کی جہت
سے ہے۔

ناظرین گرامی قدر! اس حدیثِ پاک اور اس کی مذکورہ شرح
سے اظہر من الشمس ہو کہ نبی کریم رءوف الرحیم علیہ افضل
الصلوٰۃ واکمل التسلیم کے مُحِب اور غلامِ جہاں کہیں سے بھی درود

پڑھیں سرکار سنتے ہیں نیز ہمارے اس عقیدے کی بھی تصدیق و تائید ہوئی کہ حضور اپنے محبتوں اور غلاموں کو پہچانتے بھی ہیں، اور روحانی طور پر اپنے چاہنے والوں محبتوں سے متصل اور قریب ہیں ہاں جن کو کامل محبت اور عشق کی دولت حاصل نہیں تو وہ ان کا اپنا نقص ہے سرکار کی سماعت اور حضوری میں شک و شبہ کچھ گنجائش بھی نہیں جو عاشق صادق ہیں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی و روحانی جلوے ہمیشہ ان کے سامنے ہوتے ہیں۔

ع: گرنہ بلیند بروز شپہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ قصور
”سورج کی روشنی میں چمگاڈ کو کچھ نظر نہ آنا اس کا قصور ہے نور
آفتاب میں نقص نہیں۔“

لہذا معلوم ہوا کہ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم قریب و بعید یکساں سنتے ہیں لیکن اس کے برعکس آپ نے مولوی رشید احمد گنگوہی کا قول بھی پڑھ لیا ہوگا کہ اس عقیدے سے سلام پڑھنا کہ آپ سنتے ہیں یہ کفر ہے۔ (العیاذ باللہ)
اب گنگوہی کے اس قول کا بطلان اسی گنگوہی کے اقوال کی روشنی میں ملاحظہ ہوں۔

گنگوہی ایک مقام پر لکھتے ہیں
یہ خود آپ کو معلوم ہے کہ ندائے غیر اللہ تعالیٰ کو کرنا دور سے شرکِ حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں مثلاً یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مطلع فرما دیکر یا یا ذہ تعالیٰ

ان کو انکشاف ہو جاوے گا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۵۴)

یہی گنگوہی صاحب دوسری جگہ رقمطراز ہیں

اور وہ شیخ قدس سرہ کو متصرف بالذات اور عالم غیب بذات خود جان کر پڑھے گا وہ مشرک ہے اور اس عقیدہ سے پڑھنا کہ شیخ کو حق تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے اور بِإِذْنِهِ تَعَالَى شیخ حاجت براری کر دیتے ہیں یہ بھی مشرک نہ ہوگا باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے اور جلدی سے کسی کا کافر مشرک بنا دینا بھی غیر مناسب ہے۔ (

فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۸۲)

یہی گنگوہی صاحب "امداد السلوک" میں لکھتے ہیں

نیز مرید کو یقین کے ساتھ جاننا چاہیے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ میں مقید و محدود نہیں ہے۔ پس مرید جہاں بھی ہوگا خواہ قریب ہو یا بعید تو گویا شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں جب اس مضمون کو بختگی سے جانے رہیگا اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے گا تو ربط قلب پیدا ہو جائے گا اور ہر دم استفادہ ہوتا رہے گا اور مرید کو جب کبھی کسی واقعہ کے گھولنے میں شیخ کی حاجت پیش آئے گی تو شیخ کو اپنے قلب میں حاضر مان کر بزبان حال سوال کرے گا اور ضرور شیخ کی روح باذن خداوندی اس کو القا کر دے گی۔ (امداد السلوک اردو مترجم ص ۲۵ تا ۲۶)

مسلمانو! آپ نے تضاد کا اندازہ لگالیا ہوگا کہ ایک طرف تو کفر لکھ دیا اور دوسری طرف لکھتا ہے کہ اگر ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ نہ کرے بلکہ یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مطلع فرما دے گا

باز نہ تعالیٰ ان کو انکشاف ہو جاوے گا تو کفر و شرک نہیں سنیں
آخری قول میں اپنے مریدوں کو تعلیم دے رہے ہیں کہ شیخ روحانی
طور پر ہمیشہ تمہارے دل میں حاضر و ناظر ہے۔

حاجت کے وقت شیخ کو حاضر مان کر سوال کرو تو شیخ کی روح
بازن خداوندی القاء کرے گی (واقعی دروغ گو را حافظہ نہ باشد)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مسلمان بھی یا رسول اللہ کہہ کر خطا
کرتا ہے وہ آپ کو مستقل سامع اور ذاتی طور پر عالم اعتقاد نہیں کرتا
بلکہ بقول مولوی گنگوہی کے یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ آواز
سنا دیتا ہے یا بقول مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کے (جو سچے
مرقوم ہوا) یہ سمجھتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صفات اللہ کے منظر
ہیں اور اس کی صفت سماعت سے سنتے ہیں۔

اس بیان کے آخر میں مزید دو حدیثیں بمع مختصر تشریح پیش کر
کے آخری حجت تمام کرتا ہوں۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطَّتِ السَّمَاءُ
وَحَقٌّ لَهَا أَنْ تَأْطُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا فِيهَا مَوْضِعٌ
أَرْبَعٌ أَصَابِعَ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ وَاللَّهُ
لَوْ تَعَامُونَ مَا أَعْلَمَ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا ط

(جامع الترمذی ج ۲ - ص (مشکوٰۃ ص ۴۵۷)

ترجمہ :- بیشک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو اور وہ
سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے ہوں۔ آسمانوں نے آواز کیا اور ان کو آواز

کرنے کا حق ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ آسمانوں میں کوئی چار انگل کے برابر جگہ خالی نہیں کہ اس پر فرشتے اللہ کے لئے سجدہ ریزہ ہوں۔

قسم اللہ کی اگر تم جانتے وہ جو میں جانتا ہوں تو ہنستے کم اور روتے

بہت۔“

اس حدیث میں اگر تھوڑی دیر کے لئے تعصب کو چھوڑ کر نظر و فکر کریں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نبی کریم دانا نے غیب صلی اللہ علیہ وسلم ساتوں آسمانوں کی آواز کو سُن رہے ہیں اور ان پر فرشتوں کو سجدہ کی حالت میں دیکھ رہے ہیں تو کیا زمین میں بسنے والے درود و سلام پڑھنے والے یا رسول اللہ پکارنے والے تشہد میں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ پڑھنے والے ساتوں آسمانوں سے بھی زیادہ دور ہیں جن کی آواز کو حضور روضہ النور میں نہ سُن سکیں اور جن کو نہ دیکھ سکیں۔ ص: بریں عقل و دانش بیاید گریست۔

سیدی و اُستادی اُستاد العلماء علامہ مفتی محمد احمد نعیمی دامت برکاتہم طہرائی صغیر کے حوالے سے ایک حدیث شریف نقل کرتے ہوئے تشریح فرماتے ہیں بَعِيْتُهُ نَقْل كَرْتَا هُوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ

عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رُوِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاتَ عِنْدَ هَاقِي لَيْلَتَهَا فَقَامَ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ فَسَمِعَتْهُ يَقُولُ فِي مَتْوَضَّأِهِ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ ثَلَاثًا ثَانِصْرَتْ ثَلَاثًا فَمَا خَرَجَ قُلْتُ

يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِي مَتَوَضَّأِكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ
ثَلَاثًا نَصَرْتُ نَصْرَتَ ثَلَاثًا كَأَنَّكَ تَكْلِمُ السَّانَةَ فَهَلْ
كَانَ مِنْكَ أَحَدٌ فَقَالَ هَذَا رَاجِزُ بَنِي كَعْبٍ لِيُتَصَرَّحِي
(طبرانی صغیر ص ۷۳)

ترجمہ:- تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ میمونہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا بنتِ حارث کے پاس ان کی باری کی رات میں ٹھہرے
تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو نماز تہجد کے واسطے اٹھے اور وضو کرتے
وقت اسی مقام میں بیٹھے ہوئے میں نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں لبیک
لبیک تین بار فرمایا۔ یعنی میں تیرے پاس پہنچا تو امداد کیا گیا، تین دفعہ
فرمایا اور اپنے وضو کرنے کے مقام میں تشریف فرما ہیں کہیں دوسری
جگہ تمہیں سر کے اور نہ غائب ہوئے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم
اس جگہ سے الگ ہوئے تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میں نے ایسے سنا ہے کہ آپ اپنے وضو کے مقام پر بیٹھے ہی فرما
رہے تھے: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ نَصْرَتَ نَصْرَتَ۔ تین دفعہ فرمایا گویا
کہ آپ کسی انسان سے کلام فرما رہے تھے۔ تو کیا حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس کوئی تھا تو آپ نے فرمایا یہ راجز مجھ سے فریاد کرتا ہے
اصل واقعہ یہ ہے کہ:-

قریش راجز مسمیٰ عمر بن سالم کو قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ مکہ
مکرمہ سے نکلا اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا۔ جب اس کو
مصیبت پڑی تو وہ عمر بن سالم بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارتا
اور آپ اس کی امداد فرمادیتے چنانچہ ایک دفعہ راستہ میں زبردست

دشمن کے گھرے میں آگیا تو عمر بن سالم صحابی نے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غائبانہ پکارا اور فریاد کی۔ کہ حضور مجھے بچائیے ورنہ دشمن مجھے قتل کر دیگا تو آپ اس وقت حضرت میمونہ بنتِ حارث اپنی زوجہ صاحبہ کے گھر و صنو فرما رہے تھے۔ تو وہیں مدینہ طیبہ میں مقام و صنو پر بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس اپنی حاضری کا ثبوت دیا اور نصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچالیا اور اپنے امداد کی راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی۔ چنانچہ راجز صحابی کے اس واقعہ سے استمداد آپ نے اپنی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے بھی بیان فرمایا اور جب عمر بن سالم راجز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غائبانہ امداد سے مدینہ طیبہ پہنچا تو اس نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امداد کے متعلق چند اشعار پڑھے۔ اس کا ایک شعر قارئین کرام کے حاضر خدمت ہے۔

فَانصُرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَصْرًا عَتَدًا
وَ اذْهَبْ عِبَادَ اللّٰهِ يَا تُوّٰمِدًا

ترجمہ: "پس تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کو پکار، وہ تیری مدد کو پہنچیں گے۔"

یہ تمام واقعہ اور اشعار "الإصابہ" ج ۲ - ص ۵۲۹ (الاستیعاب ج ۲ - ص ۵۳۳) میں بھی مذکور ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے چند امور ثابت ہوتے ہیں، وہ یہ ہیں۔

- ۱- نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حاضر و ناظر ہونا۔
- ۲- نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا
- ۳- نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فریاد رسی کرنا۔
- ۴- ان تمام پر صحابی کا عقیدہ اور ایمان ہونا اور سرکارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پھر ان کو ان کے اس عقیدے پر برقرار رکھنا۔
- ۵- نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غائبانہ پکارنے والے کی پکار کو ہر وقت سُننا۔

۴- صحابی کا عقیدہ تھا کہ ہر اللہ کا بندہ نبی، ولی، شہید، پیر کا بل مشکل میں فریاد سُننے اور فریاد رسی کرتے ہیں اور امداد کے لئے آتے ہیں کیونکہ وہ نبی کے لئے معجزہ کے اور ولی اور شہید کے لئے کرامت کے منکر نہیں تھے۔

”فلاح کا راستہ شریعتِ ایتنے میں“ ۶۲ تا ۶۸

دلائل و براہین کی روشنی میں ثابت ہوا کہ حضور پر نور نورِ علی نورِ شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نازی کا السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِيُّ اور ہر سلام و نداء کو خود سُننے ہیں اور سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔ ص

دور و نزدیک کے سُننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامتِ پہ لاکھوں سلام
(حدائقِ بخشش)

تیرہواں فائدہ

نماز میں توعظیم و تصور نبی صلی اللہ تعالیٰ و آلہ وسلم علیہ السلام

برادرانِ اسلام! آپ نے گذشتہ صفحات میں مقام و عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازہ لگا لیا ہوگا کہ عین نماز و جوہم ترین عبادت ہے میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تصور اور آپ کی توعظیم و توقیر کو ملحوظ رکھنا ضروری اور لازمی ہے اسی ہی لئے آپ پر نماز میں سلام کو لازمی قرار دیا گیا۔ اس طرح سلام اور اس پر گذشتہ دلائل و حوالہ جات اور اخذ شدہ فوائد سے اظہار من الشمس ہوا کہ توعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمام عبادتوں میں بہترین عبادت ہے۔ اور آپ کی توعظیم و تکریم کے بغیر کوئی عبادت بھی یارگاہ رب العزت میں مقبول نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک تکمیل نماز کا موقوف علیہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کو دل میں حاضر کرنا مقصدِ عبادت کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ عظمیٰ ہے لیکن

اس کے برعکس مولوی اسماعیل دہلوی امام الوہابیت نے اپنی کتاب نام نہاد صراطِ مستقیم میں اپنی کمال گستاخی و بے ادبی و دریدہ دہنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

”ہاں! بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعضی زنا کے

وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامدت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالتاً اب ہی ہوں اپنی ہمت کو رگادینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال میں نہ تو اس قدر حسد پیدا ہوتی ہے اور نہ تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ (صراطِ مستقیم (اردو) ص ۱۷۹ تا ص ۱۷۰)

نعوذ باللہ من ذالک۔ (نقل کفر، کفر نہ باشد)

مسلمانو! آپ نے دیکھا کہ "مولوی دہلوی" نے گستاخی اور

توہین میں کس قدر مبالغہ کیا ہے کہ تمار میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر بزرگانِ دین کے خیال (تصویر) کو بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا لکھا ہے لیکن اس ظاہری اور علی الاعلان گستاخی اور عداوتِ محبوبانِ خدا خصوصاً عداوتِ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپانے کی خاطر مولوی اسماعیل دہلوی کے معتقدین طرح طرح کی بے بنیاد تاویلیں کرتے ہیں۔

اب آپ انصاف فرمائیں کہ کیا ایسا پلید اور ناپاک عقیدہ کوئی مسلمان بحیثیتِ مسلمان رکھ سکتا ہے؟

چہ جائیکہ ایک علامہ اور امام اور پیشوا کہلا نیوالا اس قسم کا خبیث و ناپاک عقیدہ رکھے پھر بھی اس کا علامہ بن اور امامت

و شیخی برقرار رہے اور وہ کتاب بھی "صراطِ مستقیم" رہے۔ ممکن نہیں کہ آگ اور پانی جمع ہو سکے۔ یہ فرمایا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے۔ کہ سے کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پر یہ جسراتیں کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مفر جو وہاں سے ہو نہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں اور یہ ہے نجدیوں، وہابیوں، غیر مقلد دیوبندیوں، رائیونڈیوں اور پنج پیرلوں کا متفقہ امام اور مجاہد اور شہید جس نے گستاخی میں شیطان اور الجہل وغیرہ سے بھی نمبر لے لیا۔

وہ جسے وہابیہ نے لقب دیا ہے شہید و ذبیح کا وہ شہید لیٹی نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے یہ ہے دین کی تقویت اس کے گھر پر ہے مستقیم صراطِ شریعہ جو شہتی کے دل میں ہے گاؤ خرتو زمان پہ چوڑا چار ہے وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض و جود ہی سر بسر ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے (حدائق بخشش)

اور اسی بدترین گستاخی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے زبدۃ العلماء قدوة الفقہاء علامہ محمد ابراہیم الیاسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
پیش ایشاں خیال پیغمبر بدتراست از خیال گاؤ خرتو
ماند باقی چہ مایہ ایماں کہ بدراست از خیال کتند ایشاں
(النظم المقبول فی آداب الرسول ص)

یعنی "ان بد بختوں کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم
کا خیال و تصور گدھے اور بیل کے خیال میں مستغرق ہونے
سے بھی زیادہ بُرا ہے۔"

تو اس قدر سخت و غلیظ ترین اور ناپاک عقیدے کے باوجود ان میں
ایمان کا کونسا سرفایہ رہا جس کے ساتھ یہ لوگ ناز کرتے ہیں۔
مسلمانو! خدا را ان ناپاک ملعون شیطانی کلموں کو غور کرو **بَلَدِ النَّصَا**

کیا، ایسا کلمہ کسی اسلامی زبان یا قلم سے نکلے گا ہے؟
حاشِ بَلَدِ! پادریوں، پنڈتوں وغیرہم کھلے کافروں، مشرکوں کی کتابیں
جو انہوں نے بزعم خود اسلام جیسے روشن چاند پر خاک ڈالنے کو بلکھی ہیں؟
شاید ان میں بھی اس کی نظیر نہ پاؤ گے کہ ایسے کھلے ناپاک لفظ
تمہارے پیارے نبی اور سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھے ہوں۔
مگر اس مدعی اسلام اور مدعی امامت کا کلیجہ چیر کر دیکھئے کہ اس نے کس
جگہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ڈھڑک یہ
صریح دشنام کے لفظ نکھدئے اور روز آخر اللہ عزیز غالب قہہار کے
غضبِ عظیم و عذابِ الیم سے اصلاً اندیشہ نہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کا خیال مبارک دل میں لانے کو گائے بیل کے تصور میں غرق
ہو جانے سے بدتر کہنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ توہین
شدید ہے جس کے تصور سے مومن کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں
اہل سنت و جماعت ایسا کہنے والے کو جہنمی اور ملعون تصور کرتے ہیں۔
یہی قرآن و حدیث اقوال صحابہ و اجماع امت سے ثابت ہے۔

بہر حال ایک طرف تو مولوی اسماعیل دہلوی کا یہ فتویٰ ہے کہ

تماز میں حضور کا خیال و تصور گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے لیکن دوسری طرف آپ نے گذشتہ صفحات میں پڑھا کہ علمائے اُمت فقہاء و محدثین کا اس بارے میں کیا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام کس تصورِ محبت و عقیدت و تعظیم میں ڈوب کر پیش کیا جائے۔

اہل ایمان کے لئے گذشتہ راسخین علمائے اُمت کے اقوال منارہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن میں مزید برآں قرآن و حدیث اور اعمال صحابہ کرام سے چند دلیلیں رقم کرتا ہوں تاکہ اس گستاخ و بے ادب کے مقابلے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں صحابہ کرام اور تمامی اُمتِ مسلمہ کا عقیدہ آپ کو معلوم ہو جائے۔

اس سلسلے میں پہلے حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تصنیف ”عقائد اسلام“ سے ان کا ایمان افروز بیان ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جس سے اہل ایمان کے کلیجے ٹھنڈے ہوں گے۔
عقیدہ ۵: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم یعنی اعتقاد عظمت جو و ایمان و رکن ایمان ہے اور فعل تعظیم بعد ایمان ہر فرق سے مقدم ہے۔

تشریح :- رب عزوجل فرماتا ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ
 وَرَسُولِهِ ۝ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُقِرُّوهُ ۝ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

۹۲۴
 اے نبی بے شک ہم نے بھیجا تمہیں گواہ اور خوشخبری دیتا اور ڈر
 سنا تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول

کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح شام اللہ کی پاکی بیان کرو۔
مسلمانو! دیکھو دین اسلام کھینچنے قرآن مجید اتارنے کا مقصود

ہی تمہارا مولیٰ تبارک و تعالیٰ تین باتیں بتاتا ہے

- ۱۔ اول یہ کہ لوگ اللہ و رسول پر ایمان لائیں۔
- ۲۔ دوم یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کریں۔
- ۳۔ سوم یہ کہ اللہ تبارک کی عبادت میں رہیں۔

مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو! سب میں پہلے ایمان کو فرمایا اور سب میں سچھے اپنی عبادت کو اور سچ میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو۔ اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم بکارآمد نہیں بہترے نصاریٰ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور پر سے دفع اعتراضات کافران لیٹم میں تصنیفیں کر چکے۔ لیکر دے چکے مگر جبکہ ایمان نہ لائے کچھ مفید نہیں کہ یہ ظاہری تعظیم ہوئی، دل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت ہوتی تو ایمان ضرور لاتے پھر جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو مگر عبادت الہی میں گزارے بے کار و مردود ہے بہترے جوگی اور راہب ترک دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر و عبادت الہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لا اِلهَ اِلَّا اللهُ کا ذکر سیکھتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر ازاں جا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کیا فائدہ؟ اصلاً قابل قبول بارگاہِ الہی نہیں۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ایسوں ہی کو فرماتا ہے

وَقَدْ مَنَّا اِلَى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَبَجَعْنَا هَبَاءً مُنْتُوْرًا

ترجمہ :- جو کچھ اعمال انہوں نے کئے ہم نے سب برباد کر دئے۔
 ایسوں ہی کو فرماتا ہے عَامِلَةٌ نَّاصِيَةٌ ۝ تَصَلِّي نَارًا حَامِيَةً ۝
 ترجمہ :- عمل کریں مشقتیں بھریں اور بدلہ کیا ہوگا یہ کہ آگ میں داخل
 ہونگے۔ آیت: پ: ۱۳۴۔

والعیاذ باللہ تو ضرور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم
 مدار ایمان ہے، مدار نجات ہے اور مدار قبول اعمال ہے بلکہ ایمان کی
 تویہ ہے کہ ایمان صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت
 و عظمت کا نام ہے تو جس کے دل میں تعظیم و محبت و عظمت زاد
 اسی قدر اس کا ایمان اکمل اور جس طرح کم اتنا ہی ایمان ناقص اور
 جس کے دل میں بالکل نہیں وہ مطلقاً کافر ہے۔

اہل ادب و ایمان کے نزدیک تعظیم و محبت حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم اصل کار و اہم فرائض اور جملہ اعمال حسنة کی مقبولیت کی
 مناط ہے اسلام کے فرائض میں سب سے اہم ارکان اسلام ہیں اور
 ارکان اربعہ میں نماز سب سے اہم و اقدم اور تعظیم و محبت حضور پر نور
 صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً نماز سے اہم و اعظم ہے اس کا اندازہ اس
 حدیث سے ہوتا ہے۔ کہ

غزوة خيبر سے واپسی میں منزل صہبیا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 نے نماز عصر پڑھ کر سیدنا امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم
 کے زانوئے مبارک پر سمر اقدس رکھ کر آرام فرمایا، مولیٰ مشکل کشا
 کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الاسبغی نے ابھی نماز نہ پڑھی تھی آنکھ سے دیکھ رہے
 تھے کہ وقت جا رہا ہے۔ جب وقت اور تنگ ہونے پر آیا مضطرب

ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں یا زانو سرکاتا ہوں تو محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب راحت میں خلی آتا ہے۔ معرہذا کیا معلوم کہ حضور کو خواب میں کیا وحی ہو رہی ہو۔ اور اگر بیٹھا رہتا ہوں تو نماز جاتی ہے آخر وہی تعظیم و محبت کا پہلو غالب آیا اور اسد اللہ الغالب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جگادینے پر نماز جانے کو گوارا کیا۔ زانو نہ ہٹایا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔

اب کہ وقت مغرب ہوا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم حق ہیں کھلی مولیٰ علی کو مضطرب پایا، سبب دریافت کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں نے عصر کی نماز نہ پڑھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مشکل کُشائی بلند فرمائی اور اپنے رب عزوجل سے عرض کی۔

الہی! تیرے رسول کے کام میں تھا اور آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے۔ فوراً ڈوبا ہوا آفتاب اُفقِ غربی سے حکم کا باندھا ہوا کھینچا چلا آیا، وقت عصر ہو گیا۔ امیر المؤمنین نے نمازِ عصر ادا فرمائی، پھر ڈوب گیا۔ امام اجل ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ آئمہ نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔

اس سے ثابت ہوا کہ افضل العبادت نماز اور وہ بھی صلوة وسطیٰ (نمازِ عصر) مولیٰ علی نے حضور کی نیت پر قربان کر دی کہ عبادتیں بھی ہمیں حضور ہی کے صدقہ میں ملیں اور حضور ہی کی عظمتوں کے طفیل قبول ہونگی۔

اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جان کار کھنا سب سے زیادہ اہم فرض ہے۔ اگر دشمنوں کی ہجوم میں نماز پڑھنے میں معاذ اللہ

جان کی ہلاکت کا یقین ہو اس وقت ترک نماز کی اجازت ہوگی لیکن امام الصدیقین اہل الاولیاء العارفين سيدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کو حفظ جان پر مقدم رکھا۔ سفر ہجرت میں جب آفتاب رسالت و ماہتاب صدیقیت صلی اللہ علیہ وسلم برج ثور بیت الشرف قمر میں اجتماع نیرین کی طرح غار ثور میں جلوہ فرما ہوئے صدیق اکبر نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! باہر توقف فرمائیں۔ پہلے میں اندر جا کر غار ثور کو صاف کر دوں کہ شاید کوئی چیز ہو۔

غار چند ہزار سال کا تھا۔ بہت سوراخ تھے صدیق اکبر نے سنگرزو سے پھر کپڑے پھاڑ پھاڑ کر ان سے سوراخ بند کئے مگر ایک سوراخ رہ گیا کوئی ایسی چیز نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے اپنے پاؤں کا انگھوٹھا مبارک رکھ کر سوراخ کو بند کیا، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا یا حضور غار کے اندر تشریف لے گئے اور ان کے زانو پر سر انور رکھ کر آرام فرمایا۔ اس غار میں ایک سانپ مدت سے بہ تمنائے دیدار فائض۔ لا نوار حضور پُر ثور سید الأبرار صلی اللہ علیہ وسلم رہتا تھا کہ اس نے قرون سابقہ میں علمائے امم سابقہ کو باہم ذکر کرتے سنا تھا کہ حضور اقدس نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم مکہ موعظہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت اور غار ثور میں اقامت فرمائیں گے۔

سانپ نے اپنا سر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انگھوٹھے پر رگڑا۔ انہوں نے جانا کہ سانپ ہے مگر اس خیال سے کہ جان جلے مگر محبوب کی نیند میں خلل نہ آئے، پاؤں نہ ہٹایا۔ یہاں تک کہ اس نے کاٹا

صدیق اکبر نے بکمال ادب جنینش نہ کی مگر شدت ضبط کے باعث
 آنسو نکل کر رخسار محبوب رب العالمین پر پڑے۔ حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم کی چشم جان نقرہ کھلی، حال پوچھا تو عرض کیا
 لُدُّنْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ :- "یا رسول اللہ! میرے
 ماں باپ حضور پر قربان مجھے سانپ نے کاٹ لیا ہے"
 حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لعابِ دہن اقدس لگا دیا، فوراً
 آرام ہو گیا۔ ہر سال وہ زہر عود کرتا پارہ سال بعد اسی سے شہادت پائی
 (اقاداتِ رضویہ)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت نے کیا خوب فرمایا ہے سے

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
 اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے
 صدیق بلکہ غار میں جان اپنی دے چکے
 اور حفظ جان تو جان فروضِ غدر کی ہے
 تو نے انہیں نماز انہیں پھیر دی حیات
 پھر وہ تو کر چکے تھے جو کرتی بشر کی ہے
 ثابت ہوا کہ جملہ قرآنِ فروع ہیں
 اصل الاصول بندگی اس تا جو رکی ہے

یہی وہ تعظیم و محبت ہے جس نے صدیق اکبر کو انبیاء و مرسلین کے
 بعد تمام عالم تمام خلق اللہ، تمام اولیاء، تمام عرفاء سے افضل و اکرم و اکمل و اعظم
 بنا دیا یہی وہ سر ہے جس کی نسبت حدیث میں آیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو کثرت
 صوم و صلوة کی وجہ سے تم پر فضیلت نہ ہوئی بلکہ اُس کے سر کے سبب

جو اس کے دل میں راسخ و متمکن ہے یہی وہ راز ہے جس کے باعث
ارشاد ہوا

» اَلرَّابُّو بَكْرٍ (رضی اللہ عنہ) کا ایمان میری تمام امت کے ساتھ
وزن کیا جائے تو ابوبکر کا ایمان غالب آئے۔«

(شرح عقائد اسلام ص ۱۱۲ تا ۱۱۶)

اور قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی اطاعت عین اطاعت الہی ہے۔

اللہ تعالیٰ عز و جل ارشاد فرماتا ہے

مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ: پ ۵ ص ۸

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اطاعت الہی بے اطاعت حضور ناممکن ہے یہاں تک کہ آدمی
اگر فرض نماز میں ہو اور حضور اُسے یاد فرمائیں فوراً جواب دے۔ اور
نماز کو چھوڑ کر حاضر خدمت ہو کیونکہ توظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
ہی ایمان ہے اور تمام عبادتوں حتیٰ کہ نماز سے بھی اہم و افضل عبادت
ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ عز و جل کا ارشاد گرامی ہے
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ
لِمَا يُحْيِيكُمْ: (پ ۹ ص ۷) اسودہ الفال

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلائے پر حاضر ہو جب
رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشنے گی۔ (ترجمہ کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں صاف صاف اعلان ہو رہا ہے کہ اگر تم کو کسی وقت ہمارے نبی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پکاریں تو تم کسی حال میں بھی ہو کسی وظیفہ میں مشغول ہو یا گھر کے کسی کام میں ہو جس حال میں ہو تمام کاروبار چھوڑ کر فوراً یا رگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو جاؤ۔

اگرچہ یہ حکم عموم پر دلالت کرتا ہے لیکن پھر بھی احتمال ہو سکتا ہے کہ شاید نماز اور دیگر عبادات میں بلا و مقصود نہ ہو تو اس احتمال کو خود سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ کر آیت کے عموم کو بحال رکھا۔

چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے وہ ملاحظہ ہو۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمَعْلِيِّ قَالَ كُنْتُ أَصِلِّيُ فَمَرَّتْ رُسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِي قُلْتُ أَتَيْتُ حَتَّى صَلَّيْتُ ثُمَّ اتَّقَيْتُهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَنِي أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَ لِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ:

(بخاری جلد دوم ص ۴۴۹-۴۴۲ = مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۴)

ترجمہ: "ابی سعید بن معلی سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے۔ بس مجھے پکارا میں حاضر نہ ہوا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا کہ

میرے پاس آنے سے کس چیز نے تمہیں روکا۔ کیا اللہ نے یہ نہیں

فرمایا کہ

اے ایمان والو! جب اللہ اور رسول تمہیں بلائیں فوراً حاضر ہو جاؤ۔

اور امام ترمذی نے ترمذی شریف میں اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت نقل کی ہے، وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى أَبِي ابْنِ كَعْبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبِي وَهُوَ يُصَلِّيُ فَالتفتُ أَبِي قُلْتُ مَجِبُهُ وَصَلُّ أَبِي فَتَخَفْتُ ثُمَّ انصرفتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ مَا مَنَعَكَ يَا أَبِي أَنْ تُجِيبَنِي إِذَا دَعَوْتُكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!

إِنِّي كُنْتُ فِي الصَّلَاةِ قَالَ أَفَلَمْ تَجِدْ فِيهَا أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ أَنْ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ قَالَ بَلَى وَلَا أَعُوذُ إِلَّا بِشَاءِ اللَّهِ۔

(ترمذی جلد دوم ص ۱۱۱)

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب پر نکلے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابی اور وہ (ابی) نماز پڑھ رہا تھا۔ ابی متوجہ ہوا

اور جواب نہیں دیا اور نماز جلدی پڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے پس عرض کی السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا
وَعَلَيْكَ السَّلَامُ! اے ابی! آپ کو کس چیز نے مجھ کو
جواب دینے سے روکا؟ جبکہ میں نے بلا یا۔

پس عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں نماز میں تھا۔

حضور نے فرمایا

”کیا آپ نے اس (قرآن) میں یہ نہیں پایا جو اللہ نے میری طرف
وحی فرمایا ہے کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ۔
جبکہ وہ تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشتے گی۔“
عرض کی۔ جی ہاں! اور اللہ پھر کبھی ایسا تمہیں کرونگا۔“

حدیث شریف سے صراحتاً معلوم ہوا کہ نمازی کو جو
حضور اکرم نبی محترم رسول معظم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بلائیں
تو اس پر لازم ہے کہ فوراً خدمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر
ہو جائے اور آپ کے ارشاد کی تعمیل میں ذرہ برابر بھی تاخیر نہ کرے

اور اس سے کوئی یہ بھی نہ سمجھے کہ نمازی جب دورانِ نماز

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل میں جواب دے کر کلام
کرے گا تو نماز باطل ہوگی نہیں بلکہ اگر غور کرو تو نماز مزید کامل
ہوگی چنانچہ حضرت علامہ علی قاری حنفی حدیث سعید بن معنی کے
تحت تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ الطَّبِيُّ

ذَلِكَ الْحَدِيثُ عَلَى أَنَّ إِجَابَةَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَالِهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْطِلُ الصَّلَاةَ كَمَا أَنَّ نِخَابَهُ
بِقَوْلِكَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ لَا يُبْطِلُهَا —
(مرقاة شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۴۰)

"طیبی نے کہا کہ اس حدیث نے اس بات پر دلالت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم کے فرمان کی اجابت کرنا آپ کے ارشاد کی تمہیل میں مصروف ہونا
نمازی کی نماز کو باطل نہیں کرتا جیسا کہ عین نماز کی حالت میں
السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کے ساتھ آپ کو مخاطب کرنے سے
نماز نہیں ٹوٹی۔"

یہی مذکورہ قول حاشیہ مشکوٰۃ _____ ص ۱۸۴ حاشیہ
نبر۱ اور قوت المغتزی علی جامع الترمذی _____ جلد ۲ ص ۱۱۱
حاشیہ نمبر ۲ پر مرقوم ہے۔

اور حاشیہ بخاری میں ہے

وَقَالَ صَاحِبُ التَّوَضُّعِ وَصَرَّحَ اصْحَابُنَا فَقَالُوا مِنْ خِصَالِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ لَوْ دَعَا النَّاسُ نَا وَهُوَ فِي
الصَّلَاةِ وَجَبَ عَلَيْهِ الْإِجَابَةُ وَلَا تُبْطِلُ صَلَاتَهُ :-

(حاشیہ بخاری جلد اول ص ۱۶۱ حاشیہ علی)

ترجمہ :- صاحب توضیح نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب نے تصریح
فرمائی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ اگر
آپ کسی انسان کو بلائیں اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس پر لازم ہو
جاتا ہے کہ نماز کا پڑھنا موقوف کر کے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی بات سُننے۔ اگر کسی نے اس طرح کیا تو اس کی نماز نہ ٹوٹے گی۔“

ان تصریحاتِ محدثین سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا کہ نماز پڑھنے والے کو جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلائیں تو اس پر ضروری اور لازم ہو جاتا ہے کہ فوراً نماز کو چھوڑ کر بارگاہِ مصطفیٰ میں حاضر ہو کر ارشادِ پاک کی تعمیل کرے۔

اور بعض کے نزدیک تو حکم یہ ہے کہ اس تعمیلِ ارشاد و اجابتِ فرمانِ رسول سے نماز باطل نہیں ہوگی۔ اگرچہ نمازی نماز چھوڑ کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں تمام کام کرے اور باتیں بھی کرتا رہے۔ کعبہ سے بھی اگرچہ سینہ پھر گیا تب بھی نماز نہ ٹوٹی نماز ہی میں ہے۔ جہاں سے نماز چھوڑ گیا تھا وہاں سے آکر پڑھے۔ جیسا کہ علامہ علی قاری اور صاحبِ توضیح کے حوالے مذکور ہوئے اور ان کے علاوہ بھی دیکھو قسطِ لاتی شرح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر روح البیان و تفسیر روح المعانی تحت آیتِ مذکورہ وغیرہ وغیرہ۔

اور ان کے فرمان کی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ اگر نمازی نے کلام کیا تو کس سے کیا، ان سے کیا جس کو نماز میں **السَّلَامُ عَلَيْكَ** **اَيْهَا النَّبِيُّ** کے ساتھ سلام کرنا واجب ہے اور کسی کو اگر سلام کرتا تو نماز جاتی رہتی۔

اگر کعبہ سے سینہ پھرا تو کدھر پھرا، ادھر! جو کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ اگر چلا، تو کدھر چلا۔ بارگاہِ مصطفیٰ کی طرف۔ جو عین عبادت ہے۔ پھر نماز کیوں باطل ہو۔

شعر:- ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروغ ہیں

اصل الاصول بندگی اس تا جو رکی ہے

(حدائق)

علامہ ابراہیم الیاسینی فرماتے ہیں :-

بادائی نماز فرض خدا می شنیدند از نبی چوں ندا
از برائے اجابت احمد می نمودند قطع فرض احد
استجیبوا اذا دعاءکم را تو ز قرآن پاک یاد نما
کہ مقدم شدہ ز فرض خدا حکم آن شاہ سید دوسرا
گشت ثابت حفظ آدابش آن چنان کامدہ ز اصحابش
از جمیع فرائض مولے ہست بر خلق اقم و اولے
(النظم المقبول فی آداب الرسول فارسی ص ۹۸)

صحابہ کرام کا عمل مبارک

حکیم ربانی و ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح و توضیح کے بعد اب ملاحظہ ہوں صحابہ کرام کا عمل مبارک نماز کی حالت میں تصور و تعظیم و ادب و احترام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ جس سے صحابہ کرام خصوصاً سید الصحابہ افضل الناس بعد الانبیاء والرسول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء کی

نماز کی حالت میں تصور و تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت
بخوبی معلوم ہوگی۔

✽

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنو عمرو بن عوف میں
صلح کرانے کے لئے قبا میں تشریف لے گئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کی عدم موجودگی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت
کے لئے آگے ہو گئے۔ دوران نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لانے اور صفوں سے گذر کر پہلی صف میں پہنچے لوگوں نے ہاتھ پر
ہاتھ مارنا شروع کر دیا تاکہ حضرت ابو بکر سرکار کی آمد پر مطلع ہو جائیں
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب توجہ فرمائی اور حضور کو
دیکھا تو۔

فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ امْكُثْ
مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللَّهُ عَلَى مَا أَمَرَهُ
بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ
اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى اسْتَوَى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ
قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ إِذْ أَمَرْتُكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ
مَا كَانَ لِإِبْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(بخاری جلد اول ص ۹۲)

ترجمہ بہ "تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہر جا! اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھوں کو اٹھا کر اللہ کی حمد کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ اعزاز بخشا پھر پیچھے ہٹ گئے یہاں تک کہ صف میں شامل ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اے ابو بکر! جب میں نے آپ کو حکم دیا تھا پھر اپنے کام کرتے رہنے سے کیوں رُک گئے تو حضرت ابو بکر نے عرض کی کہ ابو جحافہ کے بیٹے (یعنی ابو بکر صدیق) کی یہ حیثیت نہیں تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھا سکے۔"

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ کے آخری ایام میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت کے واقعا کئی طرق سے کتب احادیث میں مروی ہیں ان میں سے بخاری شریف سے صرف ایک روایت نقل کر کے ہدیہ ناظرین کر دیتا ہوں جو اہل عقل و ایمان کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پاک کے دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وارضاء فجر کی نماز پڑھا رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مبارک حجرہ سے پردہ ہٹایا اور صحابہ کرام کو صف بستہ دیکھ کر خوب کھل کر مسکرائے۔

(آگے حدیث کے الفاظ یہ ہیں)

وَنَكَسَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقْبِيَّ لِيَصِلَ لَهُ الصَّفَّ فَظَنَّ أَنَّهُ
يُرِيدُ الْخُرُوجَ وَهَذَا الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتِنُوا فِي
صَلَاتِهِمْ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَتَمُّوا صَلَاتَكُمْ وَأُرْخِيَ السِّتْرَ

(بخاری جلد اول ص ۱۰۷)

ترجمہ :- اور ابو بکر نے آپ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا تاکہ صف سے مل
جائیں۔ آپ نے سمجھا کہ حضور تشریف لائیں گے۔ صحابہ (آپ کو دیکھ کر
اس قدر بے قرار ہوئے) نے ارادہ کیا کہ نماز کو توڑ دیں گے۔ پس سرکار
نے انہیں اشارہ کر کے فرمایا کہ اپنی نماز پوری کر لیں اور پردہ ڈال دیا۔
حضرت ابو بکر صدیق و عتیق اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
اجمعین کے عمل دوران نماز سے یہ امر واضح ہوا کہ وہ نمازیں تعظیم
و تصور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر پڑھتے تھے۔

دوران نماز بغیر عذر شرعی کے امام کا پیچھے ہٹ جانا دوسرے کی
امامت کرنا کسی کو دیکھ کر اس کی طرف متوجہ ہو کر نماز کے توڑنے کا
ارادہ کرنا نماز میں جائز نہیں لیکن سرکار کی توشان ہی نرالی ہے
آپ کو تو نماز میں السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ کہہ کر پکارا جاتا
ہے پھر بھی نماز قاسد ہونے کی بجائے کامل ہو جاتی ہے۔

اس لئے صحابہ کرام کا عقیدہ تھا کہ تعظیم و تصور مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم ہی عبادت کے کمال کا ذریعہ ہے۔ ص :-

بمصطفیٰ برسائل خولیش را کہ دین ہمہ اوست

گر باوند رسیدی تمامی بولہی اوست

حدیث کے یہ جملے بڑے قابل غور ہیں کہ صحابہ کرام حضور کو دیکھ

کر اس قدر بے خود و بے قرار ہوئے کہ عنقریب نماز توڑنے والے تھے کہ حضور نے پردہ ڈال دیا۔

یعنی حضور کو دیکھ کر صحابہ کو اس قدر مسرت و شادمانی ہوئی کہ اپنی عبادت سے بے خود ہو گئے اور چہرہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلووں اور تابانیوں کے تصور میں مستغرق ہو گئے۔

چنانچہ اسی بخاری شریف کی ایک اور روایت کے یہ الفاظ ہیں۔
 فَهَمَمْنَا أَنْ نَفُتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛ (بخاری جلد اول ص ۹۳)

ترجمہ: "ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ ہم نے ارادہ کر لیا کہ اپنی نمازیں توڑ ڈالیں۔"

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پردہ ڈال کر واپس تشریف نہ لے جاتے تو یقیناً صحابہ کرام بے خودی میں نماز کو توڑ دیتے اور محبوب کے جمال بے مثال و باکمال کے دیدار اور محبوب کے تصور میں مستغرق ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام اور صدیق اکبر والا عقیدہ و محبت نصیب فرمائے
 علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

ترپنے پھر کتے کی توفیق دے دل مرتضیٰ سوز صدیق دے

انہوں نے تو قول و عمل سے ایمان والوں کو یہ درسِ عشق دیا ہے کہ

۶۰- از خیالِ خویشتن بے خویش شو برگانہ باش

در خیالِ حضرت جانانہ شو جانانہ باش

مولوی اسماعیل دہلوی کے پیروکاروں سے گزارش ہے کہ وہ اپنے

پیشوا کی وکالت کرتے ہوئے جواب دیں کہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو عین نماز میں بلانے پر حاضر ہونے کا حکم فرمایا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سارے صحابہ کرام نے عین نماز میں تصور و تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عمل مبارک کیا اور گذشتہ سطور میں جن کے حوالے گزرے مثلاً علامہ حصفی علامہ شامی مؤلفین عالمگیری علامہ شرنبلالی علامہ عبدالحی و عبدالحلیم و عبدالحمد کھنوی صاحبان۔

امام عبد الوہاب شمرانی، علامہ عسقلانی، علامہ عینی، امام غزالی، علامہ قسطلانی، علامہ زرقانی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ عبد الفی المیدانی الغنیمی، علامہ ابن نجیم حنفی ویزہ اجلہ فقہاء محدثین بزرگان دین علمائے امت۔ جنہوں نے نماز میں تعظیم و تصور نبی کا درس دیا۔

کیا یہ سب کے سب تمہارے مولوی کے فتویٰ کی زد میں نہیں آئے؟

مولوی ذکریا اور مولوی اعزاز علی اور مولوی ظہر الہوری دیوبندی صاحبان اور تواب صدیق حسن بھوپالی جن کی عبارات مجمع حوالہ جات لکھی جا چکی ہیں۔ کیا ان کے دامن اس فتویٰ کی نجاست سے واعذار نہیں ہوں گے؟

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام جو نماز میں تصور و تعظیم نبی کر رہے ہیں کیا ان کا یہ خیال مبارک گدھے اور پیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر تھا؟

اور کیا نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اتنی عظیم ترین غلطی دیکھ کر ان کو نہ روکا؟ اور ان پر شرک کا فتویٰ صادر نہیں فرمایا۔ اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو

هَذَا تَوَابُهَا نَكْرًا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ط

اور کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب اور سعید بن معلی رضی اللہ عنہما کو بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے بھی زیادہ بُرے خیال کا حکم دیا تھا؟

اور کیا یہ سارے آئمہ و بزرگانِ دین اور خود تمہارے اکابرین جو تصویرِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دے رہے ہیں یہ سب گدھے اور بیل کے خیال سے بھی بدتر خیال کی تعلیم ہے؟

(نعوذ بالله من ذاك العقيدة الفاسدة)

پھر آخر میں عذرِ نامعقول یہ کہ شیخ یانبی کا خیال آئے گا تو تعظیم و بزرگی کے ساتھ اس لئے شرک ہے جیسا کہ اس کا حوالہ گذرا اس عذر بے بنیاد کی کوئی اصل نہیں اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم، ادب و احترام، توقیر و تکریم ہر وقت ضروری و لازمی ہے، بالخصوص پانچوں نمازوں میں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مقصود ہونا ضروریات میں سے ہے۔ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عین عبادت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کے بغیر کوئی عبادت بھی مقبول نہیں بلکہ باطل و مردود ہے اور وہ نام نہاد عابد شیطان کی طرح ملعون ہے۔ شہر ص

شُرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب : اس بُرے مذہب پہ لعنت کھینے
 میں دوبارہ دہلوی صاحب کے پیروکاروں سے بطورِ چیلنج پوچھتا
 ہوں کہ حضرت ابو بکر صدیق اور سارے صحابہ کرام کو جو نماز میں
 حضور کا خیال آیا تھا وہ تعظیم کے ساتھ تھا یا توہین کے ساتھ؟
 یہ سارے علماءِ دین مفتیانِ شرع متین اور خود تمہارے
 اکابرین جن کی عبارات گزر گئیں یہ تصورِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم
 جو عین نماز میں دے رہے ہیں کیا خیال ہے تعظیم و بزرگی کے
 ساتھ یا توہین کے ساتھ؟

بلکہ ان پر مصیبت تو ربِّ ذوالجلال نے ڈھادی کہ اس ذات
 نے ایسی شریعت بھیجی جس کی نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
 کہنا لازمی قرار دیا گیا۔

ہاں جی اپنے شریکوں کو جمع کر کے اس واحد القہار ذات سے لڑائی
 لیں گے؟ کہ ایسی شریعت کیوں بھیجی جس کی نماز میں اس طرح سلام پڑھتے
 کا حکم ہو۔

سلام عرض کرتے وقت خیال آئے گا اور یقیناً اہل ایمان کو تعظیم
 و بزرگی کے ساتھ آئے گا۔

(اشعار) سے

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
 یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا
 ورقعتا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
 بول بالا ہے تیرا، ذکر ہے اونچا تیرا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعداد تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اس سلام بصیغہ نداء و خطاب کے علاوہ بھی نماز میں تو تصور ہی تصور ہے چنانچہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

تشہد میں اس سلام مبارکہ کے بعد پڑھا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰحِحِيْنَ۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

اس میں اپنی ذات اور اولیاء کرام کا خیال ضرور آئے گا اور ایمان والوں کو ضرور بالضرور یہ خیال تعظیم کے ساتھ آئے گا۔ کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ با ادب بالصبیب۔ بے ادب بے نصیب!

اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا - عَبْدًا وَّرَسُوْلًا میں پھر اللہ تعالیٰ کے عبد و رسول خاص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ہوگا اور یقیناً تعظیم کے ساتھ ورنہ عابد و عبادت دونوں مردود۔ آگے چل کر دیکھیں تو درود ابراہیمی شریف نماز میں پڑھنا سنت ہے اس کو پڑھتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے آل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل کا خیال و تصور آئے گا۔

جناب! تعظیم و تصور کا یہ سلسلہ صرف قعدہ کی حالت میں ہی نہیں بلکہ نماز کی ابتداء سے لیکر انتہا تک یہی سلسلہ چل رہا ہے حالت قیام میں سورۃ فاتحہ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ اس میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پڑھا جاتا ہے۔

اب ہم مولوی اسماعیل دہلوی کے دادا حضرت شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سے معلوم کرتے ہیں کہ صراطِ مستقیم کیا ہے؟

تو شاہ صاحب فرماتے ہیں

الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ كِتَابُ اللَّهِ وَقِيلَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَاةٌ۔

(ملاحظہ ہو فتح الخبیر ص ۲)

یعنی صراطِ مستقیم سے مراد کتاب اللہ (قرآن) ہے اور کہا گیا ہے کہ
صراطِ مستقیم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو
صحابی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

ہاں جی! حضرت شاہ صاحب جن کو تم اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہو
اور جو مولوی اسماعیل دہلوی کے دادا ہیں ان پر تو کہیں پوتے کا فتویٰ
جاری نہیں ہوگا کیونکہ نماز میں جب اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ
پڑھا جائے جس کو یہ تفسیر معلوم ہو یقیناً اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کے جان نثار صحابہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہما کا خیال آئے گا اور یقیناً تعظیم کے ساتھ آئے گا۔
اور یقیناً شاہ صاحب کو بھی یہ پڑھتے وقت ان کا خیال آیا ہوگا۔
اور تعظیم و بزرگی کے ساتھ آیا ہوگا۔

کیوں جی!؟ دادا کے ٹکڑوں پر پلے ہوئے پوتے کا فتویٰ

اپنے دادا حضرت پرزیب دیتا ہے؟

ہٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائینگے اعداد تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

اس سلام بصیغہ نداء و خطاب کے علاوہ بھی نماز میں تو تصور ہی تصور ہے چنانچہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

تشہد میں اس سلام مبارکہ کے بعد پڑھا جاتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰحِحِيْنَ۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

اس میں اپنی ذات اور اولیاء کرام کا خیال ضرور آئے گا اور ایمان والوں کو ضرور بالضرور یہ خیال تعظیم کے ساتھ آئے گا۔ کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ با ادب بالصبیب۔ بے ادب بے نصیب!

اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا - عَبْدًا وَّرَسُوْلًا میں پھر اللہ تعالیٰ کے عبد و رسول خاص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور ہوگا اور یقیناً تعظیم کے ساتھ ورنہ عابد و عبادت دونوں مردود۔ آگے چل کر دیکھیں تو درود ابراہیمی شریف نماز میں پڑھنا سنت ہے اس کو پڑھتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے آل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے آل کا خیال و تصور آئے گا۔

جناب! تعظیم و تصور کا یہ سلسلہ صرف قعدہ کی حالت میں ہی نہیں بلکہ نماز کی ابتداء سے لیکر انتہا تک یہی سلسلہ چل رہا ہے حالت قیام میں سورۃ فاتحہ ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ اس میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پڑھا جاتا ہے۔

اب ہم مولوی اسماعیل دہلوی کے دادا حضرت شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

سے معلوم کرتے ہیں کہ صراطِ مستقیم کیا ہے؟

تو شاہ صاحب فرماتے ہیں

الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيمُ كِتَابُ اللَّهِ وَرَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَاةً -

(ملاحظہ ہو فتح الخبیر ص ۲)

یعنی صراطِ مستقیم سے مراد کتاب اللہ (قرآن) ہے اور کہا گیا ہے کہ
صراطِ مستقیم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو
صحابی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

ہاں جی! حضرت شاہ صاحب جن کو تم اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہو
اور جو مولوی اسماعیل دہلوی کے دادا ہیں ان پر تو کہیں پوتے کا فتویٰ
جاری نہیں ہوگا کیونکہ نماز میں جب اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ
پڑھا جائے جس کو یہ تفسیر معلوم ہو یقیناً اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اور آپ کے جان نثار صحابہ حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہما کا خیال آئے گا اور یقیناً تعظیم کے ساتھ آئے گا۔
اور یقیناً شاہ صاحب کو بھی یہ پڑھتے وقت ان کا خیال آیا ہوگا۔
اور تعظیم و بزرگی کے ساتھ آیا ہوگا۔

کیوں جی!؟ دادا کے ٹکڑوں پر پلے ہوئے پوتے کا فتویٰ

اپنے دادا حضرت پرزیب دیتا ہے؟

اس کے بعد صراط الذین انعمت علیہم پڑھا جاتا ہے
یعنی راہ اُن لوگوں کی جن پر تو نے انعام فرمایا۔

جانتے ہو وہ کون ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے؟
قرآن کریم سے پوچھو کہ وہ کون ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ
وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۝ (پہ: ۶: سورة النساء)

ترجمہ: "جن پر اللہ نے انعام فرمایا وہ انبیاء، صدیق اور شہداء
اور نیک لوگ (اولیاء کرام) ہیں۔"

جب یہ آیت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے انبیاء کرام، صدیقین، شہداء
و اولیاء کرام کی راہ مانگی جائے گی ضرور عظمت و بزرگی کے ساتھ
اُن کا خیال آئے گا۔ پورا قرآن پاک مکمل نعت و توصیفِ مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کی نماز کی قرأت کے اثناء میں تلاوت
کرتے وقت یقیناً شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور آئے گا۔
خصوصاً وہ آیتیں یا سورتیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر انبیاء
کرام یا ملائکہ یا صحابہ کرام۔ مہاجر و انصار متقین، محسنین، عباد
صالحین کا صراحتاً ذکر ہے ان کا تو کہنا ہی کیا ہے ان میں ضرور
بالضرور ان ہستیوں کا خیال آئے گا اور یقیناً تعظیم کے ساتھ آئے
گا ورنہ کچھ بھی مقبول نہیں کیونکہ ان شخصیات کی توہین و بے ادبی ایمان
سے خارج کر دیتی ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں
 از خدا جو سیم توفیقِ ادب : بے ادب محروم ماند از فضلِ س
 (مثنوی شریف)

ان کے علاوہ نماز میں جو سنتیں ہیں ان کی ادائیگی کے وقت اور سنت نماز (خواہ موکدہ ہو یا غیر موکدہ) پڑھتے وقت جس ذاتِ بابرکات ستودہ صفات کی سنت جو ادا کی جاتی ہے اس فخرِ موجودات سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آئے گا اور ایمان والوں کو تعظیم و تکریم کے ساتھ آئے گا۔

ہاں جی! بتاؤ۔ نماز کی نیت سے لیکر آخری سلام تک کو تسبیح و رکوع و فرض ہے جس کے ساتھ و ساتھ نبی کریم رءوف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت نہ ہو۔

نیت کے بعد تکبیر تحریمیہ فرض تو کانونوں تک ہاتھ اٹھانا سنت۔ ثناء، تعویذ، تسمیہ، ہاتھ باندھنا، آمین وغیرہ فرض (قیام و قرأت) کے ساتھ سنتیں ہیں۔ نیز رکوع و سجدہ مسنون طریقے پر ادا کرنا۔ قومہ میں تسبیح، تمہید، اٹھنے، بیٹھنے کی تکبیریں۔

غرض یہ کہ آخری نماز تک ارکان کے ساتھ ساتھ سنتیں بھی ہیں بلکہ حقیقت میں خود نماز اس کے فرائض و واجبات اور نماز کے علاوہ تمام فرائض و ارکان احکامات و واجبات تلاوتِ قرآن وغیرہ بھی سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

کیونکہ یہ سب کچھ مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ہم تک پہنچے ہیں۔ یہ سب کچھ آپ کے اقوال و افعال کے مجموعے ہیں

جو ہم تک پہنچے ہیں۔

غرض یہ کہ نماز اور کوئی عبادت بھی تصور و خیالِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی نہیں اور جب خیال آئے گا تو یقیناً ایمان والوں کو عظمت و احترام، تعظیم و تکریم کے ساتھ آئے گا اور یہی محبت کی نشانی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی ایمان کی بنیاد اور شرطِ اول ہے۔

پیچ فرمایا حفیظ جالندھری (مرہوم) نے۔

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہوا اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

مولوی رشید احمد گنگوہی کے اقوال میں تضاد

مولوی رشید احمد گنگوہی: جن کو یہ لوگ مندرجہ ذیل القاب سے یاد کرتے ہیں۔

قطب العالم قدوة العلماء زبدة الفقہاء غوث الامم
جامع الفضائل والقواصل العلیہ مستجمع الصفات
والخصائل البہیہ السنیہ حامی دین مبین مجد زمان و سیلتنا
الی اللہ شیخ المشائخ امام ربانی محدث و غیرہ (دیکھو تذکرہ الرشید و غیرہ)

وہ ایک طرف تو فتاویٰ رشیدیہ میں ایک سوال کے جواب میں تصورِ شیخ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

”اس شغل میں متاخرین صوفیہ نے غلو کیا اور شرک تک نوبت پہنچی لہذا متاخرین علماء نے اس کو منع فرمایا اور اب علمائے متاخرین کے قول پر عمل کرنا چاہیئے۔“

اس شغل (تصورِ شیخ) کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ صحابہ میں اس شغل کا کچھ اثر تھا (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۴۱)

غور کریں فتوے میں متاخرین صوفیائے کرام جن میں گنگوہی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور اس کے ممدوح عالم و بزرگ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور دیگر بزرگانِ دین ہیں

ان سب پر یہ اعتراض کرتے ہوئے تصورِ شیخ کی نوبت شرک تک پہنچادی نیز صحابہ کرام کی پاک زندگی کے متعلق لکھا ہے کہ صحابہ میں اس شغل کا کچھ اثر نہ تھا لیکن آئینے کا دوسرا رخ دیکھو تو اسی گنگوہی کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں :-

”ایک دفعہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جوش میں تھے اور تصورِ شیخ کا مسئلہ درپیش تھا۔ فرمایا۔ کہدوں؟ عرض کیا گیا۔ فرمائیے۔ پھر فرمایا۔ کہدوں؟۔ عرض کیا گیا۔ کہ فرمائیے!۔ پھر فرمایا۔ کہدوں؟ عرض کیا گیا؛ فرمائیے؛ تو فرمایا؛ کہ تین سال کا بل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے اور میں نے

ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔

پھر اور جوش آیا۔ فرمایا۔ کہدوں؟ عرض کیا گیا کہ حضرت ضرور فرمائیے! فرمایا۔ (اتنے) سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے قلب میں ہے اور میں نے کوئی بات آپ سے پوچھے بغیر نہیں کی۔
 اِلٰی اٰخِرِہٖ : (حکایات اولیاء ص ۲۶۵ : حکایت ۲۱)

قارئین کرام! آپ نے دو متضاد اقوال اور تصویر کے دو رخ ملاحظہ فرمائے کہ ایک طرف تو اس تصور کی نوبت شرک تک پہنچادی اور دوسری طرف خود یہ شرک کر بیٹھے۔

ع : بریں عقل و دانش ببايد گريست

یہی وہ مولوی ہیں جن کے متعلق اسی حکایات اولیاء صفحہ

نمبر ۲۶۶ میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے

وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔ آپ سوچ

سکتے ہیں کہ اتنا بڑا دعویٰ کون کر سکتا ہے۔ اس دعوے کے بطلان

کے لئے یہی دو متضاد عبارتیں کافی ہیں۔ نیز تین سال کاہل

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور اتنے سال حضور صلی اللہ

علیہ وسلم مولوی کے دل میں حاضر و موجود رہے اور ان سے پوچھے

بغیر کوئی کام بھی نہیں کیا۔ گنگوہی صاحب کے مریدین و معتقدین

ذرا اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں اور فیصلہ کر دیں کہ گنگوہی

صاحب نے حاجی صاحب اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

کو اپنے دل میں حاضر و ناظر سمجھ کر کہیں شرک کا ارتکاب تو

نہیں کیا؟

اور تین سال تصورِ شیخ و تین سال تصورِ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں رہے اس عرصے میں یقیناً نمازیں بھی پڑھی اور پڑھائی ہوں گی اور نمازوں میں بھی یہی تصور رہا ہوگا۔ بتاؤ بقول ان کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی کے گنگوہی صاحب کا یہ تصور (خیال) شرک تھا؟ اور یہ خیال گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر تھا؟

اور غور کرو اگر اتنے سال متواتر شرک کرتا رہا اور اس کی نماز اور کوئی عبادت بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوئی۔ اتنے سال مکمل گدھے اور بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے زیادہ بُرے خیال میں مستغرق تھا۔

تو ایسے شخص کو ولیٰ کا بل قطبِ عالم امام ربّانی محدث امام وغیرہ القاب زیب دیتے ہیں؟
گنگوہی صاحب کے متوسلین ان کی وکالت کرتے ہوئے جواب دیں!۔

آخر میں قارئین سے انصاف کی درخواست ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی عبارت کو غور سے پڑھ کر سوچیں کہ "مولوی اسماعیل اینڈ کمپنی" کس فریب کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اہل ایمان کے دلوں سے زکالنے کی ناپاک جسارت کر رہے ہیں اور شرک وہی ہے جو اس نے لکھا ہے تو اس کی مشرکیہ مشینری کی کارروائی سے صحابہ کرام سے لیکر آج تک بلکہ قیامت تک کوئی نمازی مسلمان بیچ سکتا ہے؟

ع: "بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ لوالعجبی است"

اس تصریح سے انشاء اللہ تعالیٰ ایمانی بصیرت اور عقل و دانش رکھنے والے حضرات مستفید ہوں گے اور باطل کے داؤ میں آنے سے اپنے ایمان و اعمال و عقائد کی حفاظت کریں گے۔

ع: "پندہا دادیم حاصل شد فراغ"

وَمَا عَلَيْنَا يَا أَخِي إِلَّا الْبَلَاغُ:

حرفِ آخر

الحمد لله! بمنہ و کرمہ کہ اس ذات نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے و طفیل اس فقیرِ حقیر پر تقصیرِ ہیچ مدان کو یہ توفیق بخشی کہ گذشتہ اوراق میں باوجود کم علمی و کم فہمی کے حضور پر نور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر نماز میں بطور نداء و خطاب سلام عرض کرنے یعنی اَسْلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ کے اسرار و رموز فوائد و مقاصد مختصر مگر جامع و مانع قلمبند کر دئے ہیں۔

اس بارے میں گذشتہ صفحات میں بطور اختصار انہیں الفاظ پر اکتفاء کیا گیا ہے ورنہ اس عظیم الشان اور بابرکت سلام

کے متعلق اور بھی بہت کچھ لکھا جاسکتا تھا۔ دیگر کافی مفسرین، محدثین، محققین بزرگانِ دین، فقہاء و علماء اُمت کے اقوال اور قرآن و حدیث کے حوالے مرقوم ہو سکتے تھے نیز آخر میں جو چند فوائد نافعہ نکالے ہیں وہ اس سلام کے فوائد و مقاصد و برکات میں چند بطور نمونہ ہیں اور ہر ایک فائدے کی مکمل تشریح و توضیح پر ایک ایک مکمل ضخیم کتاب بن سکتی تھی۔ اہل ایمان و عقل کے لئے یہ بہت کچھ ہے اور بے ایمانوں اور بے عقلوں کے لئے دفتر کے دفتر بھی بے کار و بے سود۔

ہسلمانو! اگر غور کریں تو شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر لفظ میں ہزار ہا حکمتیں مضمون ہیں لیکن ان کو دیکھنے کے لئے ایمان کی آنکھیں اور ان کو سمجھنے کے لئے قلبِ ایمانی کی ضرورت ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دیکھنے اور ابواب و عزہ کافروں مشرکوں کے دیکھنے میں یہی فرق تھا جو ابابِ عقل و دانش پر مخفی نہیں۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشہ دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

قارئین سے گزارش ہے کہ اس کتاب میں کسی بھی مقام پر لفظی و معنوی غلطی نظر آئے تو ہمیں بروقت مطلع فرما کر مشکور فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کا ازالہ ہو سکے۔

اگرچہ بڑی تحقیق و غور و فکر کے بعد یہ رسالہ نافعہ مبارکہ منظرِ عام پر آ رہا ہے لیکن پھر بھی انسانِ خطا، و نسیان کا پتلا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 طفیل اس کتاب کو اپنے بندوں کے لئے مفید و نافع اور ہدایت کی
 طرف مشعلِ راہ بنائے اور مجھ حقیر کے لئے ذریعہ نجات و کفارہ
 سیئات بنائے آمین ثانی آمین بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین
 صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم علیہم اجمعین
 وَاخِرُ دَعْوَانِ اَنْ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

(حررہ)

غلام اہلسنت صاحبزادہ **محمد تاج الدین**

نعیمی چشتی صابری غلام دربار عالیہ چشتیہ صابریہ

سلیمانہ رحمانیہ ایجنسی جنوبی وزیرستان بمقام

عمر غزائے (صوبہ سرحد) ^{بانی} و مہتمم دارالعلوم

فیضانِ چشتیہ نعیمیہ سیکٹر ۱۲۔ بلاک ایف بلدیہ

ٹاؤن کراچی ۷۵ (سندھ) پاکستان

ہماری دیگر مطبوعات

گستاخ رسول واجب القتل ہے اس موضوع پر مدلل و
مبہن کتاب۔

سیفِ رحمانی از پیر طریقت بابا عبد الرحمن عرف
لا لا فقیر مدظلہ۔

ثبوت مسئلہ اسقاط (اشتہار)

ثبوت ندائے یارسول اللہ (اشتہار) از حضرت علامہ

مفتی محمد جان نعیمی

نماز نہ پڑھنے کی سخت سزائیں ... (اشتہار) از صاحبزادہ علامہ

محمد تاج الدین نعیمی

سفر میں سنتوں کا حکم ... (اشتہار)

رائیونڈی تبلیغی جماعت کا من گھڑت و خود ساختہ مفہوم کلمہ طیبہ

کا آیات و احادیث و اقوال علماء و آئمہ کرام کی روشنی میں ردِ بلیغ پر

مشتمل رسالہ "تبلیغی جماعت کا مفہوم کلمہ طیبہ شریعت کے آئینے
میں" از قاطع نجدیت صاحبزادہ محمد تاج الدین نعیمی۔

(ملنے کا پتہ)

مکتبہ چشتیہ سلیمانہ واقع دارالعلوم فیض چشتیہ

نعیمیہ سیکٹر ۱۲ بلاک ایف بلدیہ ٹاؤن کراچی

فون: ۲۸۱۱-۱۳

نماز کے تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 پر سلام بطور خطاب و نداء کے اسرار و رموز
 اور شانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق
 بے شمار فوائدِ نافعہ پر مشتمل مدلل اور
 جامع و مانع کتاب

عَقِيدَةُ الْجَنَّةِ

فِي السَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ فِي الصَّلَاةِ



مولانا صاحبزادہ محمد تاج الدین چشتی، صابری نعیمی

پبلشرز

یہ صابریہ عارفیہ

در سبز ہاؤسنگ سوسائٹی بلاک ۷/۸، کراچی

297.53

ت 21 ع

89690

e.mail: arfeen @ cyber.net.pk